لوائے لجنہ اماء اللہ

احمدی مستورات کی تعلیم وتربیت کے لئے

مدیر
مرزا خلیل احمد قمر

فتح 1395ہش دسمبر 2016ء
جلد نمبر--------89/64
شمارہ نمبر---------12

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ مصباح
چناب نگر (ربوہ) ضلع چنیوٹ
پبلشر، پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

قیمت فی شمارہ:............30 روپے
سالانہ چندہ پاکستان:......350روپے

PH: 0092-047-6211064
E.Mail:.officemisbah@yahoo.com
www.misbah-lajnapk.org

فہرست مضامین مصباح دسمبر 2016ء

قال اللہ تعالیٰ

☆ اور! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے تا کہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو، اور یہ رسول تم پر نگران ہو اور ہم نے اس قبلہ کو جس پر تو (اس سے پہلے قائم) تھا صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ تا ہم اس شخص کو جو اس رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے اس شخص کے مقابلہ پر جو ایڑیوں کے بل پھر جاتا تھا (ایک ممتاز حیثیت میں) جان لیں اور یہ (امر) ان لوگوں کے سوا جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے (دوسروں کے لئے) ضرور مشکل ہے اور اللہ (ایسا) نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کرے۔ اللہ یقیناً سب انسانوں پر نہایت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆ اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پر مسلّط کر لیتا ہے سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

☆ اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک (سے) اور مالوں اور جانوروں اور (پھلوں) کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے اور اے رسول! تو ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔

☆ جن پر جب (بھی) کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

☆ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی ہیں اور رحمت (بھی) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (البقرہ آیت 158,157,156,149,144)

قال الرسول ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس برائی کے کرنے والے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(مسند الامام الاعظم، کتاب الادب)

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی شخص برائی دیکھے اور اس میں اس کے روکنے کی مؤثر طاقت ہو تو وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اور اگر اس میں ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو یعنی اس کی بات کا اثر نہ ہو تو دل میں برا منائے اور یہ کمزوری کے لحاظ سے ایمان کا آخری درجہ ہے یعنی برائی کو اگر دل میں بھی برا نہ مانے تو اس کے ایمان کی کیا قدر و قیمت!

(مسلم، کتاب الایمان)

ارشادات عالیہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراساں وترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنو گے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا تعالیٰ بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی۔''

''سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا، ایک دن اور رات جس کی دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا۔ ہر روز دیکھنا چاہئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔''

(ڈائری 26 جون 1905ء)

اداریہ

لجنہ اماء اللہ کے قیام کی اغراض و مقاصد

حضرت مصلح موعود کی دور بین نگاہ نے جماعت کی ترقی کے لئے ضروری سمجھا کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے عورتوں کی تربیت شروع کر دی اور ان میں (دین حق) اور احمدیت کی خاطر قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کے علاوہ یہ احساس بھی پیدا کیا کہ وہ مردوں سے قربانی میں کسی طرح بھی کم نہیں چنانچہ 25 دسمبر 1922ء کو لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

لجنہ اماء اللہ احمدی مستورات کی تنظیم ہے۔ اس تنظیم میں سولہ سال سے اوپر کی ہر احمدی خاتون شامل ہے اور ہر ایسی جماعت میں جہاں تین احمدی عورتیں موجود ہوں وہاں لجنہ کی تنظیم قائم ہو سکتی ہے۔ حضرت مصلح موعود نے اس تنظیم کے قیام کے موقع پر جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے ان کا خلاصہ یہ ہے یہ وہ بنیادی دینی تعلیم کے علاوہ بتدریج ترجمہ اور تفسیر سیکھیں۔ اردو لکھنا پڑھنا سیکھیں۔ باہم مل کر اپنا علم بڑھائیں اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔ اپنے اخلاق کی اصلاح اور روحانیت کی طرف ہمیشہ متوجہ رہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے انہیں چست ہوشیار اور تکالیف برداشت کرنے والے بنائیں اور اس کے ساتھ ساتھ بے حد دعائیں کرنے کی عادت ڈالیں کیونکہ سب مدد اور برکت خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

آپ نے 27 دسمبر 1944ء کو مرکزی لجنہ اماء اللہ کو ضروری ہدایات دیتے ہوئے فرمایا۔ ''کہ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کرلو تو (دین حق) کو ترقی حاصل ہو جائے گی گویا خدا تعالیٰ نے (دین حق) کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کرلو ہمارے مبلغ کچھ بھی کریں کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔'' حضرت مصلح موعود کے اس فرمان سے لجنہ اماء اللہ کی اغراض و مقاصد عیاں ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''لجنہ کی تنظیم جو احمدی عورتوں کی تربیت کے لئے بنائی گئی ہے اسی لئے بنائی گئی ہے کہ احمدی عورتوں میں یہ احساس ہو کہ ہماری جماعت میں الگ اور علیحدہ پہچان ہے ہماری کوئی اہمیت ہے اور اگر مردوں کے مقابلے پر بعض کام کرنے کے موقعے نہیں ملتے تو اپنی تنظیم کے تحت ہم وہ کام کریں جن سے بعد میں ظاہر ہوتا ہو کہ عورتوں نے کتنا کام کیا ہے اور مردوں نے کتنا کام کیا ہے۔ تو بہر حال یہ احساس ہر وقت رہنا چاہیے کہ اس پہچان کو ہم نے جماعت کے وقار کے لئے قائم رکھنا ہے اور مزید نکھارنا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے آپ کے مختلف پروگرام بنتے ہیں، تربیتی

اجلاسات ہوتے ہیں، اجتماعات ہوتے ہیں۔ یہ اجتماع ہو رہا ہے تو اپنی تربیت کے لئے اپنے علم میں اضافے کے لئے اپنی فرماں برداری کا ثبوت دینے کے لئے، اپنی اولاد میں نظام جماعت کی روح پیدا کرنے کیلئے۔ ضروری ہے کہ اجتماعوں جلسوں اور اجلاسوں کے یہ جو سارے پروگرام ترتیب دئے جاتے ہیں آپ لوگ بڑھ چڑھ کر ان میں حصہ لیں۔ جو اس معاملے میں کمزور بہنیں ہیں ان کو بھی اپنے ساتھ ملائیں ان کو بھی پیار اور محبت سے سمجھا کر ان پروگراموں میں شامل کریں اس سے آپ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسرے کی اصلاح کی فکر بھی کر رہی ہوں گی اور اس وجہ سے دوہرا ثواب کما رہی ہوں گی اور یہ جو دوسروں کی اصلاح کی فکر ہے یہ بھی انبیاء کی سنّت ہے۔ انبیاء کو سب سے زیادہ فکر اس بات کی رہتی ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ پرائے معاملے میں ٹانگ اڑانے والی بات ہے۔ نہیں، بلکہ یہ فکر کرنی چاہیے لیکن طریقے سے، پیار سے، محبت سے۔'' ......

......'' حدیث میں آیا ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ تو جب ایک چیز آپ نے اپنے لئے پسند کی ہے تو اس نیکی کو دوسروں میں رائج کرنے کی کوشش کریں اس سے آپ معاشرے میں نیکیاں بکھیر رہی ہونگی اور جب آپ اس طرح عورت کی اصلاح کر رہی ہوں گی تو مستقبل کی نسلوں کی بھی اصلاح کر رہی ہوں گی۔

پس آج کی ماؤں کی بھی اور کل کی ماؤں کی بھی یہ ذمہ داریاں ہیں اور جب تک احمدی مائیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتی رہیں گی، اپنی نسلوں میں بھی یہ روح پھونکتی رہیں گی تو نیک مائیں بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور نیک باپ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ قربانیاں کرنے والی بیٹیاں بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور قربانیاں کرنے والے بیٹے بھی پیدا ہوتے رہیں گے جو حقوق اللہ ادا کرنے والے بھی ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے چمٹے رہنے والی ہوں۔ آپ کے عمل اور آپ کی تربیت کی وجہ سے آپ کی گودوں میں پلنے والا ہر بچہ دنیائے احمدیت کا روشن چمکتا ستارہ بن جائے جو آپ کے لئے بھی قرۃ العین ہو اور جماعت کے لئے بھی۔ اللہ کرے کہ آپ کے نیکیوں پر چلنے کے عمل خلیفۂ وقت کو جماعت کی تربیت کی کمی کی پریشانی سے آزاد کرنے والے ہوں اور آپ میں سے ہر ایک خلیفۂ وقت کا دستِ راست بننے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطاب اجتماع لجنہ اماء اللہ (یو کے) 20 نومبر 2005)

منظوم کلام حضرت مصلح موعود

عِشق و وَفا کی راہ دکھایا کرے کوئی
رازِ وصالِ یار بتایا کرے کوئی

آنکھوں میں نور بن کے سمایا کرے کوئی
میرے دل و دماغ پہ چھایا کرے کوئی

سالوں تک اپنا منہ نہ دکھایا کرے کوئی
یوں تو نہ اپنے دل سے بھلایا کرے کوئی

دُنیا کو کیا غرض کہ سُنے داستانِ عشق
یہ قصہ اپنے دل کو سنایا کرے کوئی

میں اس کے ناز روز اٹھاتا ہوں جان پر
میرے کبھی تو ناز اٹھایا کرے کوئی

چہرہ مرے حبیب کا ہے مہرِ نیم روز
اس آفتاب کو نہ چھپایا کرے کوئی

ہے دعوتِ نظر تری طرزِ حجاب میں
ڈھونڈا کرے کوئی تجھے پایا کرے کوئی

محفل میں قصے عشق کے ہوتے ہیں صبح وشام
حُسن اپنی بات بھی تو سُنایا کرے کوئی

پیدائشِ جہاں کی غرض بس یہی تو ہے
بگڑا کرے کوئی تو بنایا کرے کوئی

(کلام محمود ص194)

افاضات

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر
اور
جماعت کی ذمہ داری

اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ یعنی ہم لوگ جو اپنے آپ کو...... کہتے ہیں۔ بہترین لوگ ہیں۔ اور اب جبکہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق آنے والے مسیح اور مہدی کو بھی مان لیا ہے جس نے ...... کی بھولی ہوئی تعلیم کو دوبارہ ہم میں رائج کیا تو اس مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد ہم یقیناً بہترین لوگ ہیں۔ کیونکہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیح موعودؑ تک تمام انبیاء کو مان کر اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا اعلان کیا ہے تو اس اعلان کے بعد ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس اعلان کے ساتھ کہ ہم جو احمدی...... ہیں ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بہترین امت کہلاتے ہو اس لئے دوسروں تک تم نیکیوں کا پیغام پہنچاتے ہو اور ان کو برائیوں سے روکتے ہو۔ اور دوسروں کے بارے میں بھی ہمیشہ نیک سوچ رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اچھے لوگ اس لئے ہو کہ صرف اپنے متعلق یا اپنے بیوی بچوں کے متعلق نہیں سوچتے یا اپنے خاندان کے متعلق یا اپنے قبیلے سے متعلق یا صرف اپنے ملک کے لوگوں کے متعلق نہیں سوچتے بلکہ یہ سوچ رکھتے ہو کہ کوئی شخص چاہے وہ کسی خاندان کا ہو۔ کسی قبیلے کا ہو، کسی ملک کا ہو تم نے ہر ایک سے نیکی کرنی ہے اور ہر ایک کا دل

جیتنا ہے۔ اور یہ تم پر فرض ہے کہ اس دل جیتنے کے لئے کبھی کسی سے کسی قسم کی برائی نہیں کرنی، بلکہ تمہارے ہر عمل سے محبت ٹپکتی ہو۔ اور یہ سب کام تم نے اس لئے کرنے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کے بغیر تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔......

......کا بہترین فرد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نیک عمل کرو اور برائیوں کو چھوڑ دو۔ جب اپنے عمل ایسے بناؤ گے تبھی تم دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے سکتے ہو اور برائیوں سے روک سکتے ہو۔ ورنہ تو جب بھی تم اصلاح کی کوشش کرو گے تو تمہیں یہی جواب ملے گا کہ پہلے اپنے آپ کو درست کرو، اپنی اصلاح کرو۔

پس خیر امت نہ لوگوں کو دھوکہ دے کر بنا جا سکتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دے کر بنا جا سکتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے، جماعت کو مضبوط کرنے کے لئے اچھی باتوں کو اپناؤ اور پھر آگے پہنچاؤ۔ اور جب ایسے عمل نیکیوں پر چلتے ہوئے اور برائیوں سے بچتے ہوئے انجام پا رہے ہوں گے تو پھر...... میں آسانی ہو گی۔ اور جماعت کے اندر بھی بہترین تربیت ہو رہی ہو گی۔ کیونکہ نیکیوں کو رائج کیا جا رہا ہو گا اور برائیوں سے روکا جا رہا ہو گا۔ یہ نیک باتیں اور اچھی باتیں بے شمار ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ مثلاً رشتہ داروں سے حسن سلوک ہے، امانت ہے، دوسروں کی خاطر قربانی ہے، انسانی ہمدردی ہے، دوسروں کے متعلق اچھے خیالات رکھنے کی تعلیم ہے، سچ بولنا ہے دوسروں کو معاف کرنا ہے، صبر کرنا ہے، انصاف سے کام لینا ہے، دوسروں پر احسان کرنا ہے، اپنے وعدوں کو پورا کرنا ہے، ہر طرح کے گند، ذہنی بھی اور جسمانی بھی، سے اپنے آپ کو پاک رکھنا ہے۔ ذہنی گند یہ ہے کہ دماغ میں دوسرے کو نقصان پہنچانے یا اخلاق سے گری حرکتیں کرنے کا خیال دل میں آئے۔ پھر اچھی باتوں میں معاشرے میں آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانا ہے۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا ہے، ہمسایوں سے، اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔ خوش اخلاقی ہے، پھر جو اچھی حیثیت کے ہیں یعنی مالی لحاظ سے بہتر حیثیت کے ہیں ان کو خود بھی غریبوں کا خیال رکھنا چاہئے اور اس تعلیم کو پھیلانا بھی چاہئے۔ اسی طرح بیشمار برائیاں ہیں جن سے انسان کو خود بھی رکنا چاہئے اور دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہئے کیونکہ نیکیاں اختیار کرنے کے لئے برائیاں چھوڑنا از حد ضروری ہے۔............

اس لئے ہر احمدی کو جو نیکیوں کی تلقین دوسروں کو کرتا ہے خود بھی ان نیکیوں پر عمل کرنا چاہئے۔ اور خاص طور پر جن کے سپرد جماعت کی طرف سے یہ کام ہوتا ہے ان کو تو بہت زیادہ محتاط ہونا چاہئے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کا فضل مانگنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

تو آئندہ آنے والی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک...... نیک باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور برائیوں سے انہیں روکے۔ تو جیسا کہ فرمایا کہ اس کام کو نہ کرنے کی وجہ سے تم پر عذاب آسکتا ہے اور پھر دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ یہ نیک کام کرنے کی وجہ سے تمہاری دعائیں بھی قبول ہوں گی اور تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نیک باتوں کے کرنے اور پھیلانے اور اسی طرح برائی سے رکنے اور دوسروں کو روکنے کے بارے میں اس طرح توجہ فرماتے تھے کہ آپ نے نیک کام نہ کرنے والے سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر بھی فرمایا کرتے تھے کہ نیکیاں کرو نیکیاں بجالاؤ۔

چنانچہ ایک روایت میں آپ فرماتے ہیں ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بچوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بوڑھوں کی عزت اور احترام کا حق ادا نہیں کرتا اور معروف باتوں کا حکم نہیں دیتا اور ناپسندیدہ باتوں سے منع نہیں کرتا۔“

یعنی یہ معروف باتیں ہیں۔ اس حد تک کہ بچوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ان سے حسن سلوک بھی نیک عمل میں ایک عمل ہے۔ اسی طرح بڑوں، بوڑھوں اور بزرگوں کی عزت کا اور احترام کا خیال رکھنا ہے اور اسی طرح اور دوسری نیکی کی باتیں ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کتنی ضروری ہیں۔ اور جن برائیوں سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے ان برائیوں سے رکنا بھی ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم اس طرح نہیں کرتے تو پھر میرا تمہارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے رکنے کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے۔ اسی طرح امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے۔.......... کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنے سے پہلے

ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے۔ اور اندازِ بیان ایسا ہونا چاہئے جو نرمی اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے۔''

پس ہم جو احمدی ...... ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ ...... کی ہے ہم اللہ اور رسول کے حکموں پر چلیں گے اور سب برائیوں کو چھوڑیں گے اور تمام نیکیوں کو اختیار کریں گے۔ ہمیں ہر برائی کو چھوڑنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر انسان کا ارادہ پکا ہو، اور اللہ تعالیٰ سے فضل مانگ رہے ہوں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ برائیاں نہ چھٹیں اور آپ اس قابل نہ ہوسکیں کہ دوسروں کو نیکیوں کی تلقین کرنے والے بنیں۔ سچ کو مان کر پھر انسان جھوٹ کس طرح بول سکتا ہے اور امانت کی ادائیگی کا عہد کر کے پھر کس طرح خیانت ہوسکتی ہے۔ پس ہر احمدی جو ...... کر کے احمدیت میں داخل ہوا ہے اس کا ...... کا عہد بھی ایک امانت ہے اور کبھی کسی احمدی کو احمدیت کی تعلیم پر عمل نہ کر کے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہ کر کے خیانت کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔ پس ہر احمدی اس پر سختی سے عمل کرے کہ نہ تو ذاتی طور پر اور نہ جماعتی طور پر خیانت کا مرتکب ہوگا۔ اگر کسی کے سپرد کوئی جماعتی خدمت ہے تو وہ اسے نہایت ایمانداری سے ادا کرے گا۔ اگر کسی کو جماعتی اموال کا نگران بنایا گیا ہے تو وہ اس کی نہایت ایمانداری سے حفاظت کرے گا اور کبھی کسی خیانت کا مرتکب نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ تم اپنی امانت کی ادائیگی کے معیاروں کو اس قدر بلند کرو کہ اگر دنیاوی معاملات میں بھی کوئی شخص تمہارے ساتھ خیانت سے پیش آچکا ہے تو پھر بھی تم اس سے خیانت نہ کرو۔ اگر اس کی کوئی امانت تمہارے پاس ہے تو اس کو لوٹا دو۔ تو پھر دین کے معاملے میں اس کا کس قدر احساس ہمیں رکھنا چاہئے۔......

(خ۔ج 6 مئی 2005ء)

اعمال کی درستی، ایمان کی درستی

قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے (اور عقل خداداد کا بھی یہی فتویٰ ہے) کہ صحیح اور کامل اصلاح کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ (الف)۔ درست ایمان اور (ب) درست اعمال۔ اس لئے قرآن شریف نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ سچے...... کی علامت یہ ہے کہ...... نہ صرف ان کا ایمان صحیح ہوتا ہے بلکہ وہ نیک اور مناسب حال اعمال بھی بجالاتے ہیں پس جب تک یہ دو باتیں جمع نہ ہوں کوئی شخص اصلاح یافتہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔

صحیح ایمان کی ضرورت:۔

صحیح ایمان کی اس واسطے ضرورت ہے کہ (الف) ایمان اعمال کے لئے بطور بنیاد ہے۔ اگر ایمان حقیقی ہے۔ تو جیسا ایمان ہوگا لازماً ویسے ہی اعمال ہوں گے اگر ایمان غلط یا ناقص ہے تو اعمال کبھی بھی صحیح اور کامل نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اعمال ایمان سے پیدا ہوتے ہیں۔

(ب) صحیح اعمال کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے واسطے بھی ایمان ضروری ہے۔ کیونکہ اعمال کے واسطے ایمان کا وجود ایسا ہے جیسا کہ ایک باغ کے واسطے پانی کا وجود ہوتا ہے۔ جس طرح آبپاشی کے انتظام کے بغیر کوئی باغ زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح اعمال کے درخت بھی ایمان کے پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

پس ایمان نہ صرف اعمال کا منبع ہے۔ بلکہ ان کی زندگی کا سہارا بھی ہے۔ لہذا کوئی عملی اصلاح ایمان کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے قرآن شریف نے جہاں جہاں بھی نیک اعمال کا ذکر کیا ہے وہاں لازماً اس سے پہلے سچے ایمان کا بھی ذکر کیا ہے تا کہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ اگر اعمال کی درستی چاہتے ہو تو پہلے اپنے ایمانوں کو درست کرو۔ اور حق تو یہ ہے کہ اگر ایمان درست ہو جائے اور اس میں کسی قسم کی کمزوری باقی نہ رہے تو اعمال خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔

گناہ سے نجات پانے کا ذریعہ:۔

پس عملی زندگی میں اصلاح کا سب سے بڑا ذریعہ ایمان کی اصلاح ہے۔ جب تک ایمان درست نہ ہو عملی اصلاح کی کوئی اور تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات پہ خاص زور دیا ہے کہ گناہ سے نجات پانے کا ذریعہ صرف یقین کامل ہے۔ اور یقین ایمان ہی کا دوسرا نام ہے۔ پس سب سے پہلی اور سب سے ضروری بات میں اپنی بہنوں سے یہی کہنا چاہتی ہوں کہ وہ اپنے ایمانوں کو درست کریں کیونکہ دین و مذہب اور اخلاق و روحانیت کی ساری عمارت اسی بنیاد پہ قائم ہوتی ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے خدا کو ایک مان لیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرلیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو امام الزمان یقین کر لیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ ایمان صرف مونہہ کا ایمان ہے۔ اور اس کے اندر زندگی کی روح نہیں ہے۔ تو ایسا ایمان ایک

مردہ لاش سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔اور اس صورت میں وہ کبھی بھی نیک اعمال کی بنیاد نہیں بن سکتا۔

پس اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور اپنے دلوں کو ٹٹولو کہ کیا تمہارا ایمان واقعی زندہ ایمان ہے۔

جب تم یہ کہتی ہو کہ خدا ہے۔تو کیا تم واقعی خدا کو سچ مچ مانتی ہو۔اور اس کی ہستی پر کم از کم ایسا ہی یقین رکھتی ہو۔جیسا کہ تم اس بات پہ یقین رکھتی ہو۔کہ مثلاً یہ سورج ہے اور یہ چاند ہے۔یہ زمین ہے اور یہ آسمان ہے۔یہ ہمارا باپ ہے اور یہ ہماری ماں ہے اور تمہیں خدا کی قدرتوں کا کم از کم ایسا ہی یقین ہوتا ہے۔جیسا کہ دنیا کی طاقتوں پر مثلاً روپے پر اور دوائی پر اور عقل پر اور تدبیر پر وغیرہ وغیرہ۔

حقیقی ایمان:۔

مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بہت سے لوگوں کا ایمان محض رسمی ایمان ہوتا ہے۔جس میں زندگی کی روح نہیں پائی جاتی۔بہر حال سب سے بڑی اور سب سے مقدم ضرورت حقیقی ایمان پیدا کرنا ہے۔ایسا ایمان جو یقین کامل تک پہنچا ہوا ہو۔کیونکہ یہی وہی ایمان ہے۔جو اعمال کی کمزوریوں کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔اور گناہ سے نجات دلاتا ہے۔............

اعمال کی اصلاح:۔

ایمان اور یقین کی پختگی کے بعد عملی اصلاح کی تفاصیل کا میدان نہایت وسیع ہے۔دراصل انسان کو اپنی زندگی میں جس جس میدان میں قدم رکھنا پڑتا اور جس جس ماحول کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے۔ان سب میں اسے کوئی نہ کوئی اعمال بھی بجا لانے ہوتے ہیں۔اس لئے ہر میدان میں ایمان کی دیکھ بھال اور اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔تاکہ کوئی قدم صحیح ایمان اور صحیح عقائد کے خلاف نہ اٹھ جائے۔یا با الفاظ دیگر کوئی قدم خدا کے منشاء کے خلاف نہ اٹھایا جائے۔اور سچا مومن اور سچا متقی وہی ہے۔جو اپنا ہر قدم اٹھاتے ہوئے اس بات کو سوچنے کا عادی ہو کہ کیا میرا یہ قدم میرے آقا و مالک کے منشاء کے خلاف تو نہیں ہے۔

تربیت اولاد:۔

اب میں چند ایسی باتیں بیان کرتی ہوں جن میں طبقہ نسواں میں زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے۔سب سے پہلے میں تربیت اولاد کے سوال کو لیتی ہوں کیونکہ یہ مسئلہ قومی زندگی کے لئے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔اگر اولاد کی تربیت صحیح طریق پر ہو تو قوم کی عملی اصلاح دائمی بنیادوں پر قائم ہو جاتی ہے۔اور نہ صرف قوم کا حال سدھر جاتا ہے۔بلکہ مستقبل بھی روشن ہو جاتا ہے اس لئے (دین حق) نے تربیت اولاد کے مسئلہ پر بہت زور دیا ہے۔

خدا کا حکم:۔

چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

(التحریم :7)............ترجمہ: تم صرف اپنے آپ کو ہی خراب اعمال سے جو جہنم کی طرف لے جانے والے ہوں نہ بچاؤ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی بچاؤ۔تاکہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی نیک اعمال بجالانے والی ہوں اور صحیح

قومی زندگی کی داغ بیل قائم ہو جائے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد:۔

اس اصول کی تشریح میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جن والدین کو خدا کوئی لڑکی عطا کرے تو پھر وہ اس کی اچھی طرح سے تربیت کریں تو ایسے والدین خدا کے حضور دوہرے ثواب کے مستحق ہوں گے۔اس ارشاد میں یہی حکمت مخفی ہے کہ لڑکیوں کی اچھی تربیت کرنے والا نہ صرف ان لڑکیوں کو نجات اور فلاح کے راستے پہ ڈالتا ہے۔بلکہ آئندہ نسلوں کی اصلاح کی بنیاد بھی قائم کرتا ہے۔

حکم پردہ میں حکمت:۔

(دین حق) نے جو پردہ کا حکم دیا ہے۔اور عورتوں کو گھروں سے باہر بے حجاب نہ پھرنے سے منع قرار دیا ہے۔اس میں منجملہ اور حکمتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ تا عورتوں کو حتی الوسع اسی ماحول کے اندر رکھا جائے جس میں ان کا اصل کام مقرر ہے۔اور وہ اپنی اولاد کی تربیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ توجہ دے سکیں۔یہ ایک بہت نازک اور اہم ذمہ داری ہے جو عورت پہ ڈالی گئی ہے۔اور اگر وہ اسے دیانت داری کے ساتھ صحیح طریق پر (دین حق) کی تعلیم کے مطابق پوری کرے۔تو یقیناً وہ گھر میں بیٹھے ہوئے ہی مردوں کے جہاد اور دوسری دینی خدمات کا ثواب حاصل کر سکتی ہے۔مگر افسوس ہے کہ کئی بہنیں اپنی اس نازک ذمہ داری کی طرف پوری توجہ نہیں دیتیں اور ثواب اور قومی خدمت کا ایک اہم موقع ضائع کر دیتی ہیں۔مَیں امید کرتی ہوں کہ بہنیں آئندہ کے لئے اپنے دلوں میں یہ پختہ عہد کر لیں گی کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں گی اور انہیں بچپن ہی کی عمر میں اس طرح......اور احمدیت کے قالب میں ڈھال دیں گی کہ بڑے ہو کر وہ...... اور احمدیت کی تعلیم کا بہترین نمونہ ثابت ہوں۔

بڑوں کی اصلاح کے متعلق کچھ:۔

اب میں مختصر طور پر بڑوں کی عملی اصلاح کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔اور اس گروہ میں میں خود بھی شامل ہوں۔اس لئے سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے ہم اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ محض (دین حق) اور احمدیت کو زبانی طور پر سچا مان لینا کوئی چیز نہیں۔جب تک کہ ہم اس کی تعلیم پر عمل پیرا نہ ہوں۔بلکہ حق یہ ہے کہ مان لینے سے ہماری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے اور ہم اپنے اعمال کے متعلق خدا کے سامنے اور بھی زیادہ جواب دہ ہو جاتے ہیں۔پس ہمارا (دین حق) اور احمدیت پر ایمان لانے کا دعویٰ تبھی سچا سمجھا جا سکتا ہے۔کہ ہم اس کی تعلیم پر عمل کریں اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں گذاریں مگر ہم میں سے کتنی ہیں جو سچ مچ (دین حق) اور احمدیت کی تعلیم کا نمونہ ہیں؟ بے شک خدا نے ہمیں احمدیت کی توفیق عطا کر کے ہماری زندگیوں میں بھاری انقلاب پیدا کر دیا ہے مگر ابھی ہمارے اندر بہت سی خامیاں بھی ہیں۔اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان خامیوں کو دور کر کے دنیا پر ثابت کر دیں کہ احمدیت ہی وہ چیز ہے جو انسان کو کامل انسان بنانے کی قابلیت رکھتی ہے۔

میں اپنی بہنوں کے سامنے چند باتیں پیش کرتی

ہوں جن میں ہمیں اپنی عملی زندگی میں زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے۔

دینی تعلیم سے واقفیت کی ضرورت:۔

(الف) سب سے اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ ہم (دین حق) اور احمدیت کی تعلیم سے واقف ہوں۔صرف (دین حق) اور احمدیت کا نام کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مذہب کا وجود منتر جنتر کے طور پر نہیں ہوتا کہ صرف نام لے دینے سے ساری مرادیں پوری ہو جائیں ۔بلکہ مذہب کی تعلیم عمل کے لئے ہوتی ہے اور عمل کے واسطے علم ضروری ہے پس پہلی بات یہ ہے کہ بہنیں (دین حق) اور احمدیت کی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں حق یہ ہے کہ (دین حق) جیسے مذہب اور قرآن جیسی کتاب اور احمدیت جیسا طریق رکھتے ہوئے ان کی تعلیم سے ناواقف رہنا انتہائی محرومی ہی نہیں بلکہ انتہا درجہ کی بے وفائی بھی ہے لہذا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم (دین حق) اور احمدیت کی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں۔اور اس کے لئے قرآن شریف کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا حدیث کا مطالعہ کرنا اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی کتب اور دیگر کتب سلسلہ کا مطالعہ پھر اس کے ساتھ اخبارات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے ۔بعض بہنیں یہ خیال کریں گی کہ ہم پڑھی ہوئی نہیں ہیں ہم کس طرح ان کتب کا مطالعہ کر سکتی ہیں ۔لیکن اول تو ہمت والے انسان کے لئے بڑی عمر میں بھی پڑھنا لکھنا سیکھ لینا کوئی مشکل امر نہیں۔دوسرے علم کے واسطے خود پڑھنا جاننا ضروری بھی نہیں انسان دوسروں سے سن کر بھی علم سیکھ لیتا ہے ہمارے آقا وسردار بھی بظاہر اُمّی تھے مگر آج تک دنیا نے علم میں آپ ﷺ کا نظیر پیدا نہیں کیا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا ۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

نماز کی پابندی :۔

(ب) دینی واقفیت کے بعد جو گویا بطور بنیاد کے ہیں۔عملی اصلاح کے میدان میں سب سے ضروری چیز نماز کی پابندی ہے۔مگر نماز رسمی انداز میں نہیں ہوئی چاہیے۔بلکہ دلی شوق اور دلی توجہ کے ساتھ ایسے رنگ میں ہونی چاہیے۔کہ گویا انسان خدا کو دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی نیکی یہ ہے کہ انسان ایسے رنگ میں عبادت بجا لائے کہ گویا صرف خدا ہی اسے نہیں دیکھ رہا۔بلکہ وہ خود بھی خدا کو دیکھ رہا ہے۔لیکن اگر یہ مقام کسی کو حاصل نہ ہو۔تو کم از کم اتنا تو ہو کہ انسان یہ یقین رکھے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔اس احساس کے بغیر کوئی عبادت حقیقی عبادت نہیں کہلا سکتی ہے۔بلکہ محض ایک بے جان جسم ہے۔جس کے اندر کوئی روح نہیں۔

تزکیۂ اموال:۔

(ج) عورتوں کے واسطے تزکیۂ اعمال کا معاملہ بھی بہت توجہ چاہتا ہے۔کئی عورتوں پر تزکیۂ اعمال واجب ہوتا ہے۔مگر وہ اس کی طرف سے غفلت برتتی ہیں حالانکہ...... انسان کے مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔بلکہ...... کے معنی ہی بڑھانے اور پاک کرنے کے ہیں عورتوں کے پاس نقد مال تو کم ہی ہوتا ہے۔مگر زیور اکثر ہوتا ہے۔اور

ایسے زیور پر تزکیۂ اعمال واجب ہوتا ہے۔جو کثرت کے ساتھ استعمال میں نہ آتا ہو۔یا کبھی کبھی غرباء کو استعمال کرنے کے لئے نہ دیا جاتا ہو۔بشرطیکہ وہ نصاب کی حد کو پہنچا ہوا ہو۔

دینی اور قومی تنظیم :۔

عورتوں کے واسطے دینی اور قومی تنظیم کا معاملہ بھی نہایت اہم ہے۔کوئی جماعت تنظیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ افسوس ہے کہ مردوں کی تنظیم کے مقابل پر ابھی تک ہماری تنظیم میں کئی خامیاں ہیں احمدی عورتوں کی تنظیم کا بہت عمدہ اور پختہ ذریعہ لجنہ اماء اللہ کا قیام ہے۔لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اس معاملہ میں بہت سستی برتی جاتی ہے۔بہت سی جگہوں پر ابھی تک مقامی لجنہ قائم نہیں ہوئی اور کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں لجنہ تو قائم ہے مگر مرکزی لجنہ کے ساتھ ابھی تک ان کا تعلق مضبوط نہیں ہوا۔میں امید کرتی ہوں کہ بہنیں آئندہ ہر جگہ لجنہ قائم کرکے مرکز کے ساتھ اس کے تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی کوشش کریں گی۔تا وہ عملی اصلاحیں جو تنظیم کے ذریعے کی جاسکتی ہیں جلد سے جلد کی جاسکیں۔یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ بعض لجنات بہت اچھا کام کر رہی ہیں۔دوسروں کو بھی ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

ناشکری اور کفرانِ نعمت سے بچیں :۔

(ھ) عورتوں میں ایک خاص عملی اصلاح جس کا ان کی عام اخلاقی حالت پر بھاری اثر پڑتا ہے۔ناشکری کی عادت سے تعلق رکھتی ہے۔یہ بات افسوس کے ساتھ تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ عموماً مردوں کی نسبت عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جنت و دوزخ کا نظارہ دکھایا گیا اس میں میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ تھیں صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اس کی وجہ کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ان کا خاوند یا کوئی عزیز ان کے ساتھ ہزار احسان کا سلوک کرے۔مگر کبھی کسی وقت ذرا سی بات خلاف منشاء ہو جائے۔تو وہ سارے احسانوں کو بھلا کر فوراً ہی نظر بدل لیتی ہیں اور یہاں تک کہہ دیتی ہیں کہ میرے ساتھ تو آپ نے کبھی کوئی نیکی کی ہی نہیں ہے۔یہ وہ کفر ہے جو ان کے دوزخ میں زیادہ جانے کا موجب ہے۔

(بخاری کتاب الایمان)

پس میں اپنی بہنوں سے عرض کرتی ہوں کہ وہ ناشکری اور کفرانِ نعمت کی عادت کو چھوڑ کر شکر گزاری اور قدر شناسی کی عادت پیدا کریں۔اور آنحضرت ﷺ کے اس احسان کی قدر کریں جو آپ نے یہ بات قبل از وقت بتا کر ہم پر فرمایا۔جس ہاتھ سے انسان سو میٹھی قاشیں کھاتا ہے۔اس کے ہاتھ سے اگر کبھی اتفاق سے کوئی ایک تلخ قاش بھی کھانی پڑے۔تو ایک وفادار انسان مُنہ بناتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔شکر گزاری اور قدردانی بہت اعلیٰ صفات ہیں۔

غیبت مت کرو :۔

(ر) ایک اور قابل اصلاح بات غیبت کی عادت ہے اور یہ عادت بھی ایسی ہے جس میں بد قسمتی سے عورتیں

زیادہ مبتلا ہوتی ہیں قرآن مجید نے غیبت کی عادت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ گویا اس کے اندر دو گند جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک اپنے بھائی کا گوشت کھانا اور دوسرے مردہ جسم کا گوشت کھانا۔ مردہ اس لئے کہا گیا ہے کہ جو بھائی یا بہن غیر حاضر ہو اور مجلس میں موجود نہ ہو وہ گویا مردہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس کسی کے پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کرنا گویا ایک مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ جو ایک نہایت مکروہ فعل ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم تو سچی بات کہتے ہیں اس لئے یہ غیبت نہیں۔ مگر یہ ایک سخت غلطی ہے۔ غیبت تو ہوتی ہی سچی بات کے متعلق ہے۔ اگر وہ سچی نہ ہو تو پھر تو وہ غیبت نہیں رہتی۔ بلکہ جھوٹ اور بہتان ہو جاتا ہے۔ دراصل پیٹھ پیچھے لوگوں کی عیب جوئی کی عادت ایک نہایت ہی گری ہوئی عادت ہے جس میں کچھ بھی فائدہ نہیں بلکہ سراسر ایک نقصان ہی ہے اور بیشمار فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ جس سے ہر سچے مومن کو بچنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زرّیں نصیحت :۔

عملی زندگی میں اصلاح سے تعلق رکھنے والی باتیں تو بے شمار ہیں مگر مضمون لمبا ہونے کی وجہ سے اس وقت انہی چند باتوں پہ اکتفاء کرتی ہوں اور اپنے اس مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ کی اس زریں نصیحت پر جو آپ نے طبقۂ نسواں کو کشتی نوح کے آخر میں فرمائی ہے ختم کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور سب بہنوں کو اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اللھم آمین۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں مثلاً وہ تعدّدِ نکاح کے مسئلہ کو نہایت بُری نظر سے دیکھتی ہیں۔ گویا اس پر ایمان ہی نہیں رکھتیں ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس اگر (دینِ حق) میں تعدّدِ نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا...... وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو...... بے شک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے۔ جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہرِ الٰہی مت بنو۔ ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا...... تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو۔ اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو گلہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔

(خطابات مریم: ص175 تا 183)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

حضرت سیدہ کی پیدائش بموجب بشارت الٰہی

آپ 2 مارچ 1897ء قمری لحاظ سے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب منگل سے پہلی رات کے نصف اول میں پیدا ہوئیں آپ فرماتی ہیں کہ ''حضرت اماں جان نے کئی بار مجھے بتایا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے رات بھر میں نے بہت دعائیں کی تھیں۔ بوندیں پڑنے لگیں تو میں نے خیال کیا کہ لیلۃ القدر کی خاص قبولیت دعا کا وقت ہے اور بہت دعا کی۔''

(تقریر ذکر حبیب، مصباح دسمبر 1972ء صفحہ 17)

آپ کی پیدائش سے پہلے حساب کی کوئی غلطی ہوگئی چنانچہ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں ''جب میری لڑکی مبارکہ والدہ کے پیٹ میں تھی تو حساب کی غلطی سے فکر دامنگیر ہوا اور اس کا غم حد سے بڑھ گیا کہ شاید کوئی اور مرض ہو۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو (بشارت ہوئی) کہ ''آید آں روزے کہ مستخلص شوی۔'' اور مجھے تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی۔ چنانچہ اس کے مطابق 27 رمضان 1314ھ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔''

علاوہ ازیں آپ کے بارے میں حضرت مسیح موعود کو کئی (بشارتیں) ہوئیں جو درج ذیل ہیں۔ اس کو نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اس کے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا تنشاء فی الحلیۃ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی۔ نہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا۔ اس کی پیدائش سے جب سات روز گزرے تو عین عقیقہ کے دن یہ خبر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت میں دو نشان پورے ہوئے۔''

آپ کی تعلیم

آپ مبشر اولاد تھیں نہایت ذہین وفہیم تھوڑے ہی عرصہ میں ناظرہ قرآن کریم روانی سے پڑھنے لگیں چنانچہ حضرت مسیح موعود نظم ''محمود کی آمین'' میں فرماتے ہیں۔

اور ان کے ساتھ کی ہے ایک دختر
ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اختر
کلام اللہ کو پڑھتی ہے فرفر
خدا کا فضل اور رحمت سراسر

آپ اپنی تعلیم کے بارے میں تحریر کرتی ہیں۔

میں نے کسی اسکول میں تعلیم نہیں پائی نہ کوئی ڈگری ہے۔ پیر منظور محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ نے حضرت اماں جان سے ذکر کیا کہ پیر جی کہتے ہیں ایک نئے طریق سے صالحہ کو پڑھانا شروع کروں گا (صالحہ بیگم جن کی شادی میرے چھوٹے ماموں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب سے ہوئی) حضرت اماں جان

نے فرمایا کہ کہہ دو مبارکہ کو بھی پڑھا دیا کریں۔ میری عمر بمشکل شاید تین سال کی ہوگی کہ محمدی بیگم صاحبہ نے آ کر حضرت اماں جان سے کہا کہ اب وہ پڑھانا شروع کر دینا چاہتے ہیں۔ حضرت اماں جان مجھے وہاں لے گئیں اور یہ سلسلہ شروع ہوا۔ لکڑی کے بلاک تھے ان پر الف، ب وغیرہ لکھی ہوئی تھی اس طرح انگلش سکولوں کی نرسری کے طریق پر انہوں نے پڑھانا شروع کیا مختلف ورقوں پر پھیکے حروف سے لکھتے۔ اس پر لکھواتے بھی اور پڑھاتے بھی اسی مجموعہ سے پھر یسرنا القرآن چھاپا گیا۔

اعلیٰ پایہ کی شاعرہ

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ایک اعلیٰ پایہ کی شاعرہ تھیں آپ کو حضرت اماں جان کے جد امجد حضرت خواجہ میر درد کی طرف سے شاعرانہ صلاحیتیں خون میں ملی تھیں جن کو حضرت مسیح موعود کی عارفانہ اور دردمندانہ دعائیہ شاعری نے جلا بخشی۔ آپ میں بچپن سے ہی یہ صلاحیت موجود تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ چمکتی گئی اگرچہ شعر گوئی سے مقصد وہی تھا جو آپ کے عظیم المرتبت والد حضرت مسیح موعود کا تھا کہ۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

آپ کی شاعری آپ کے اعلیٰ (دینی) ذہنی، روحانی اور اخلاقی جذبات کی عکاسی کرتی ہے بلکہ اس معاملہ میں نثر سے بڑھ کر ہے ایک ایک شعر میں مضامین اور جذبات کے سمندر پنہاں ہیں۔ اسی لئے مختلف عنوانات پر آپ کی سیرۃ اور افکار کے اظہار کے لئے آپ کے اشعار کو شامل کیا ہے کیونکہ آپ کے کلام میں قطعاً تصنع اور بناوٹ نہیں بے ساختگی اور آمد ہے جو خیالات، قلب و ذہن میں بہ شدت آئے، اشعار کے جامہ میں ڈھلتے چلے گئے۔ اکثر حضرت مصلح موعود جو خود اعلیٰ پایہ کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کو اپنا کلام سناتے اور آپ انہیں سناتیں۔ حضور نے کوئی نظم لکھی تو آپ نے اس کا جواب لکھا۔ حضور نے کوئی مصرعہ کہا تو آپ نے اس پر گرہ لگائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جو صنف سخن کے اعلیٰ ترین شہسوار اور نباض ہیں بیگم صاحبہ کے کلام کو بہت اونچا مقام دیتے ہوئے فرماتے ہیں "حضرت بڑی پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظمیں آپ پڑھ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گی کہ اس دور کے بڑے بڑے شاعر بھی فصاحت و بلاغت میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ذہن بھی روشن دل بھی روشن اور سکینت بھی۔ ہر ابتلا میں بھی ایک سکینت تھی کہ جو کبھی زندگی کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھی......

حضرت مسیح موعود سے عشق

ع ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً سوا گیارہ سال تھی لیکن آپ کا حافظہ بلا کا، یادداشت پختہ اور مشاہدہ بے مثال تھا آپ کو اپنے بچپن کی بے انتہا باتیں یاد تھیں۔ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ اسی وجہ سے چھوٹی سے چھوٹی بات اور واقعہ آپ کے ذہن پر نقش ہو چکا تھا آپ

نہایت عقیدت واحترام پیار ومحبت سے حضور کی ان حسین یادوں کا ذکر کرتیں کہ ایک نقشہ سا کھینچ جاتا، انفرادی گفتگو میں بھی اور جلسہ سالانہ کی تقاریر میں بھی۔

آپ نے حضرت مسیح موعود کی وہ تمام باتیں جن سے آپ کی سیرت کے بیشار پہلو سامنے آتے ہیں، کا ذخیرہ احباب جماعت کو دیا۔ گویا آپ امین تھیں حضرت اقدسؑ کی باتوں کی اور آپ نے یہ امانت جماعت کو بحسن وخوبی سونپ دی۔ لجنہ اماء اللہ کے جلسہ سالانہ اور اجتماعات پر آپ ہمیشہ ''ذکر حبیب'' پر تقریر کرتیں۔ تقریر کرتے ہوئے معلوم ہوتا کہ آپ حضرت اقدسؑ کے زمانے میں پہنچ گئی ہیں ان واقعات میں ڈوب کر ان کا بیان کرتیں۔ آپ کی آواز کا اتار چڑھاؤ بیساختگی اور روانی جملوں کی ترتیب الفاظ کا چناؤ بالکل اپنے بڑے بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جیسا تھا۔ جب تک آپ کی صحت رہی آپ خود تقریر فرماتیں طبیعت ناساز ہوتی تو آپ سٹیج پر بیٹھ جاتیں اور حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ آپ کی تقریر پڑھتیں اور آپ محویت سے اس کو سنتیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اس کے محبوب حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی حد درجہ عشق تھا کیونکہ آپ دنیا کے عظیم ترین عاشق رسول ﷺ کی بیٹی تھیں جن کی ہر بات سے عشق ومحبت کے سوتے پھوٹتے تھے جن کی آنکھیں آپ ﷺ کے ذکر سے بھیگ جاتیں اور گلا رقت سے رُندھ جاتا۔...... تسبیح وتحمید کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھتیں اور ہر ایک کو اس کی تلقین کرتیں۔

آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ کہتی ہیں'' خالہ جان عشق خدا اور عشق رسول ﷺ کی تصویر تھیں ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کا ذکر تھا کہنے لگیں آنحضرت ﷺ کو آخری بیماری میں تیز بخار تھا اس وقت نہ پنکھے تھے نہ اے سی۔ اس شدید گرمی میں آپ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی یہ کہہ کر آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔(ذاتی تحریر)

قرآن کریم سے محبت

آپ کو قرآن کریم سے دلی محبت تھی آپ کی صاحبزادی آپا آصفہ مسعودہ صاحبہ کہتی ہیں کہ صبح شام آپ تلاوت قرآن کریم کرتیں لیکن آہستہ آواز میں اور قرآن کریم نہایت غور اور تدبر سے پڑھتیں جہاں معنے اور مطالب سمجھنے میں دشواری ہوتی اس کو بار بار پڑھتیں حتیٰ کہ مسئلہ صاف ہو جاتا استانی حمیدہ صابرہ کہتی ہیں ''آپ علم وادب کا بحر تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے کسی لفظ کے ترجمہ کے متعلق طبیعت رکتی ہے تو میں لغت دیکھتی ہوں اور وہی معنے درست ہوتے ہیں جو میں سمجھتی ہوں۔''

(مصباح خاص نمبر صفحہ 73)

آپ کو ایمان اور یقین تھا کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر سچے دل سے عمل ہی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا باعث ہے چنانچہ اس کی نصیحت اپنی اولاد اور اپنے پیاروں کو فرماتیں۔

زبردست مشاہدہ اور پہچان

آپ کا حافظہ اور پہچان زبردست تھی۔ آپ نے بھی حضرت مسیح موعود اور حضرت مصلح موعود کے حافظے سے حصہ پایا تھا۔ راقمۃ الحروف (نسیم سعید) ایک دفعہ کسی شادی میں شرکت کیلئے ربوہ گئی۔ پھر حضرت سیدہ چھوٹی آپا سے ملنے بھی گئی۔ آپ نے جامعہ نصرت میں اسی شام ہونے والے آل پاکستان انٹر کالجیٹ مشاعرے میں مجھے بھی آنے کیلئے فرمایا (اس مشاعرے میں کراچی سے مشہور افسانہ نگار اور شاعرہ وحیدہ نسیم صاحبہ بھی آئی ہوئی تھیں) میں ذرا دیر سے پہنچی سامعین کی تیسری قطار میں مجھے جگہ ملی۔ دور اسٹیج پر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ میر مجلس کے طور پر تشریف فرما تھیں۔ مجھے کئی دفعہ محسوس ہوا جیسے مجھے آپ دیکھ رہی ہوں۔ میں نے سوچا کہ بہرحال انہوں نے سامنے ہی دیکھنا ہے مجھے ایسے خوش فہمی ہو رہی ہے کہ آپ مجھے دیکھ رہی ہیں۔ اس لئے میں نے دور سے سلام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مشاعرہ ختم ہونے سے کچھ پہلے ہی میں اٹھ کر چلی گئی۔ کیونکہ لاہور واپس جانا تھا۔ چند دن کے بعد میرا پھر ربوہ جانا ہوا۔ تو میں حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئی۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد آپ نے پوچھا ''تم مشاعرہ میں آئی تھیں۔ ہاں ہاں تم ہی تھیں میں نے تم کو پہچان لیا تھا۔ تم بغیر ملے کیوں چلی گئیں؟'' میں نے معذرت کی کہ جلدی جانا تھا۔ تیسرے پہر کچھ وقت تھا۔ لیکن آپ کی طرف اس لئے نہیں آئی کہ آپ آرام فرما رہی ہوں گی۔ مجھے آج تک حیرت ہوتی ہے کہ آپ نے اتنی دور سے مجھے کیسے پہچانا اور وہ بھی رات کے وقت جبکہ سامنے بیٹھنے والے کو سامعین کے سر آنکھیں اور چہرے ایک جیسے نظر آتے ہیں۔

آخری بیماری اور وفات

''حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی طبیعت یوں تو عرصہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے ناساز چلی آتی تھی۔ لیکن 1975ء میں آپ کو کمر درد کی شدید تکلیف ہوگئی۔ جس کا اثر ٹانگوں تک جاتا تھا۔ دوران خون میں رکاوٹ پڑ جانے کی وجہ سے آپ کو شدید اعصابی اور دماغی کمزوری محسوس ہونے لگی۔ اس کے ساتھ ہی دیگر مختلف عوارض بھی تقاضائے عمر کے ساتھ لاحق ہوگئے۔ علاج معالجہ کیلئے محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے اپنے رفیق کار مکرم ڈاکٹر قریشی لطیف احمد صاحب کے ہمراہ ہر ممکن کوشش کی اور لگاتار ان تھک محنت کے ساتھ جدوجہد کرتے رہے۔ لیکن وقتی افاقہ کے سوا کوئی فرق نہ پڑا اور عوارض بڑھتے چلے گئے۔ حتی کہ فروری 1976ء کے بعد آپ مستقل طور پر صاحب فراش ہوگئیں''۔

(الفضل ربوہ خلافت نمبر 1977ء)

آپا محمودہ صاحبہ فرماتی ہیں 22 مئی کو سانس بے قاعدہ ہوگئی قرآن کریم کئی بار پڑھا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تمام دن وہیں رہے اور سب عزیز بھی۔ 22، 23 مئی 1977ء کی درمیانی شب بارہ بجے کے قریب پھر قرآن کریم سنایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح پاس آکر بیٹھے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ بس تھوڑی دیر بعد خاموشی سے اللہ کے حضور پہنچ گئیں۔

پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

رکھ پیشِ نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خونِ جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ تری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
تھا عورت ہونا سخت خطا تھے تجھ پہ سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمتِ عالمؐ آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار!
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

(درعدن)

ٹوئٹر (Twitter)
اور اس کے استعمال کا طریق

ٹوئٹر (Twitter) پڑھے لکھے طبقے میں تیزی سے مقبول ہوتا ہوا ایک اہم سوشل نیٹ ورک ہے۔ جس کے ذریعہ ہم دنیا میں موجود اہم شخصیات اور اپنے عزیز واقارب اور مختلف کمپنیوں کی شیئر کردہ معلومات اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

ٹوئٹر (Twitter) کو ہم باہمی رابطہ، معلومات کے حصول، اپنی چیزوں کی تشہیر، اپنے موٴقف کو لوگوں تک پہنچانے، لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

ٹوئٹر (Twitter) کے ذریعہ ہم 140 حروف پر مشتمل اپنا پیغام شیئر کر سکتے ہیں۔ یہ 35 سے زائد زبانوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اس وقت اس کے 255 ملین استعمال کنندگان ہیں۔

ٹوئٹر (Twitter) کی اصطلاحات:۔

☆ اگر آپ کوئی بات شیئر کریں تو یہ tweet کرنا کہلاتا ہے۔

☆ اگر کسی کی شیئر کردہ معلومات کو آگے شیئر کیا جائے تو یہ retweet یا RT کہلاتا ہے۔

☆ کسی کی شیئرنگ پسند آئے اور heart کے icon پر کلک کیا جائے تو اس کو Favorite کرنا کہتے ہیں۔

☆ لوگوں کا مابین ٹوئٹر (Twitter) پر ایک معین وقت میں زیادہ زیر بحث رہنے والا عنوان Trending Topic یا TT کہلاتا ہے۔ مثلاً 14، اگست کے روز لوگ پاکستان کے بارہ میں بہت زیادہ لکھتے ہیں تو Pakistan کا لفظ Trending Topics میں آجائیگا۔

ٹوئٹر پر اکاؤنٹ بنانا:۔

ٹوئٹر کو استعمال کرنے کے لئے سب سے پہلے اسکی ویب سائٹ twitter.com پر اپنا اکاؤنٹ کھولنا ہوتا ہے۔ اس ویب سائٹ پر موجود sign up کے بٹن پر کلک کر کے مطلوبہ معلومات فراہم کر کے اس کا اکاؤنٹ بنایا جا سکتا ہے۔

اکاؤنٹ بن جانے کے بعد ٹوئٹر آپ کو چند لوگوں کو Follow کرنے کا کہتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو اپنی Profile بنانا ہوتی ہے جس میں آپ اپنی تصویر لگا سکتے ہیں اور اپنے متعلق اہم معلومات فراہم کر سکتے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگ آپ کو Follow کرتے ہیں۔ اسی طرح بعد میں اگر آپ کسی کو تلاش کر کے اسے follow کرنا چاہتے ہوں تو اوپر دائیں جانب سرچ بار موجود ہوتی ہے جہاں آپ اس شخص یا کسی ادارہ کا نام لکھیں مثلاً آپ proceedings1974 یا askahmadiyyat لکھتے ہیں

تو آپ کے سامنے ان ناموں سے بنے ہوئے اکاؤنٹس آجائیں گے جن پر کلک کر کے آپ انہیں follow کر سکتے ہیں۔

Followers اور Following:۔

کسی شخص یا کمپنی کی شیئرنگ کو دیکھنے کے لئے ان کو اپنی رابطہ لسٹ میں شامل کرنے کا عمل Follow کرنا کہلاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص آپ کو follow کرے گا تب ہی وہ آپ کی شیئرنگ کو پڑھ سکے گا۔ جن کی شیئرنگ آپ پڑھ رہے ہوں گے وہ Following کے زمرہ میں آجاتے ہیں اور جو آپ کی شیئر کردہ معلومات کو پڑھ رہے ہونگے وہ Followers کے زمرہ میں آتے ہیں۔

Tweet کیسے کیا جائے:۔

اس کے بعد اگر آپ کچھ معلومات یا تصاویر شیئر کرنا چاہتے ہیں تو سب سے اوپر موجود مینو بار میں کے icon پر کلک کریں۔ اور جو لکھنا چاہتے ہیں لکھ کر tweet کے بٹن پر کلک کر دیں اور اگر ساتھ میں کوئی تصویر یا ویڈیو (25 سیکنڈز کی) بھی لگانا چاہتے ہوں تو پر کلک کریں۔ جتنی زیادہ آپ tweets کریں گے اتنے ہی زیادہ آپ کے followers بڑھیں گے۔ Followers کی تعداد کا بڑھنا Tweet کے معیار پر بھی منحصر ہے۔

ٹویٹ کرتے وقت اگر آپ کسی کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس شخص تک آپ کا ٹویٹ جائے تو اس شخص کے نام (ٹوئٹر آئی ڈی) سے قبل @ کا سائن استعمال کریں۔ اس طرح اس شخص تک آپکی ٹویٹ اور اس کا نوٹیفیکیشن بھی چلا جائے گا۔ جس سے اسے پتہ چل جائے گا کہ آپ نے اپنی ٹویٹ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ٹوئٹر کے ذریعہ آپ کسی ایک شخص کو بغیر کسی واسطہ کے بھی پیغام بھیج سکتے ہیں جیسا کہ آپ کسی کو اپنے فون سے Text message کرتے ہیں۔ اس کے لئے ٹوئٹر Direct Message یا DM کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے اس مقصد کے لئے اوپر مینو میں کے بٹن پر کلک کریں۔

#(Hashtag) کا استعمال:۔

#(Hashtag) کے ذریعہ آپ اپنی شیئرنگ کو دوسروں تک جو آپ کی شیئر کردہ معلومات کے متعلق سرچ کر رہے ہوں آسانی سے پہنچا سکتے ہیں مثلاً اگر آپ ٹویٹ کرتے ہیں کہ #Pakistan is famous for sports goods تو اگر کوئی شخص اوپر موجود سرچ بار میں جا کر #Pakistan سرچ کرے تو اسے آپ کی ٹویٹ کردہ شیئرنگ مل جائے گی۔ #(Hashtag) کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کا استعمال کرتے ہوئے جو بھی معلومات لوگوں نے شیئر کی ہوتی ہیں وہ ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر #Pakistan کیساتھ شیئر کی ہوئی تمام ٹویٹس ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں اور آپ سرچ بار میں #Pakistan لکھ کر ان سب ٹویٹس کو دیکھ سکتے ہیں۔

اگر آپ اپنی profile، password یا کوئی اور settings کو تبدیل کرنا چاہتے ہوں تو اوپر ٹاپ مینو میں موجود بٹن پر کلک کر کے ایسا کیا جا سکتا ہے۔

Trending کیا ہے:۔

لوگوں کے مابین ٹوئٹر پر ایک معین وقت میں زیادہ

زیر بحث رہنے والا عنوان Trending Topic یا TT کہلاتا ہے۔ twitter.com پر بائیں جانب تیسری tab میں آپکو ایسے عناوین جن پر اس دوران زیادہ سے زیادہ لوگ tweet کر رہے ہوں نظر آئیں گے۔ جنہیں trends کہا جاتا ہے۔ اسی جگہ پر change کا بٹن موجود ہوتا ہے جس سے آپ پوری دنیا یا کسی خاص ملک یا شہر میں زیادہ زیر بحث عناوین کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ اسے کسی چیز کی تشہیری مہم کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً Pakistan سے قبل # استعمال کرتے ہوئے اگر زیادہ سے زیادہ لوگ ایک مختصر دورانیہ میں tweet کریں تو Pakistan# کا لفظ trends میں آجائے گا۔ اور جو لوگ اسے trends میں دیکھیں گے وہ اسے اہم جانتے ہوئے اس پر کلک کریں گے۔ جس کی بدولت آپ کا پیغام ایسے لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

ٹوئٹر استعمال کرنے کے بعد یا کوئی بھی اکاؤنٹ یا سروس استعمال کرنے کے بعد sign out کرنا نہ بھولیں۔ تا کہ آپ کی ذاتی معلومات وغیرہ کوئی اور شخص نہ پڑھ لے۔

Twitter:

@proceedings1974, @askahmadiyyat,

@PressSectionSAA, @MTA_Pakistan

Websites:

www.askahmadiyyat.org,

www.proceedings1974.org

(انٹرنیٹ کمیٹی صدر انجمن احمدیہ)

صحبتِ امام اور ایم ٹی اے

"اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ہم پر فضل اور احسان ہے کہ ایم ٹی اے جیسی نعمت ہمیں عطا فرمائی اور آج دنیا کے کونے کونے میں احمدی گھر بیٹھے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ جماعت کے اس محبت کے جذبے کو جو خدا، رسول اور حضرت مسیح موعودؑ کی وجہ سے جماعت کو خلافت سے ہے ہمیشہ قائم رکھے اور اس میں اضافہ کرتا چلا جائے، اس میں کبھی کمی نہ آئے"

(خ ج 25 جولائی 2003ء)

mta

امام سے وابستگی کا ذریعہ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا ایم ٹی اے پر شیڈول

جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات
5:00 PM براہ راست 9:20 PM	2:00 AM 7:10 AM 3:35 PM	4:00 AM 7:30 AM 6:05 PM	3:00 AM 8:35 AM	4:00 PM	12:30 AM	7:00 PM

☆ موسم سرما میں شام 6 بجے

پاکستان کی دو نامور خواتین

ایک نامعلوم ادیب نے کبھی لکھا تھا کہ ''عورت کو آپ کیا سمجھتے ہیں یہ جتنے فیصلے ایک صبح میں کرتی ہے اتنے فیصلے سپریم کورٹ شائد تین برسوں میں کہیں کرتی ہو'' اور ذرا غور کیجئے تو صبح کا ناشتہ، دفتر یا اسکول جانے کی تیاری، کھانے میں کیا پکے گا؟ سبزی، گوشت یا مسالوں میں کیا چیز کہاں سے لینی یا کتنی مقدار میں استعمال کرنی ہے اور گھر کی صفائی ستھرائی۔ ملازم اگر ہیں تو ان سے کام لینے کے لئے احکامات اور بیرونی سرگرمیوں مثلاً اپنی ملازمت میں چند اہم فیصلے کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ خواتین نے سیاسی رہنمائی اور عوامی خدمت کا بیڑا بھی اٹھایا۔ کچھ حادثاتی طور پر ایوان سیاست میں آئیں اور قابل ذکر سیاستدان بن کر تاریخ میں امر ہوگئیں۔ تحریک آزادی کے ابتدائی دور میں بی اماں، بیگم مولانا محمد علی جوہر، بیگم حسرت موہانی، اور بیگم محمد شفیع وغیرہ ایسی خواتین ہیں جو کسی ادارے کی تعلیمی سند کے بغیر محض اپنی فہم وفراست اعتماد، حب الوطنی اور معاملہ فہمی کے تحت خواتین کے وسیع حلقے تک ایسی رہنمائی کرتی رہیں کہ ان کا مقابلہ شائد آج کی ڈگری یافتہ خواتین بھی نہ کر پائیں۔ قارئین کی معلومات کے لئے ایسی ہی دو خواتین کا تذکرہ کرتے ہیں۔

محترمہ فاطمہ جناح

قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کا عالمی اور تاریخی کردار نا قابل فراموش ہے۔ برصغیر میں جب تحریک آزادی کی لہر زور پکڑ رہی تھی تو فاطمہ جناح نے نہ صرف مسلم خواتین میں سیاسی شعور بیدار کیا بلکہ انہیں سماجی اور سیاسی میدان میں بھی اپنے روشن خیالات سے مستفید کیا۔ بقول قائداعظم ''میری بہن فاطمہ جناح میرے لئے مدد اور حوصلہ افزائی کا سرچشمہ ہے۔'' سیاسی کشمکش کے اس دور میں انہوں نے طالبات اور خواتین کی انجمن سازی کی اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر جدوجہد آزادی میں حصہ لیا۔ ان کی شخصیت میں قائداعظم کی مدبّرانہ شخصیت کا عکس نظر آتا ہے۔

پاکستان کے عوام سے یہ ان کی محبت ہی تھی کہ جب پاکستان میں جنرل ایوب خان کا مارشل لاء آیا اور اس کے بعد صدارتی انتخابات کا اعلان کیا گیا اور پھر 1964ء کے انتخابات میں ہزار دھاندلیوں کے باوجود فاطمہ جناح نے کراچی، ڈھاکہ اور چٹاگانگ میں صدر ایوب کو ہرا دیا۔ ضعیفی کے باوجود ان کا حوصلہ اور ہمت قابل تقلید

ہے۔ 9 جولائی 1968ء کو ان کا انتقال پاکستانی قوم کے لئے ایک دلخراش سانحہ سے کم نہیں تھا۔

بیگم رعنا لیاقت علی خان

قیام پاکستان کے بعد خواتین کی بیداری اور خاندانوں کے استحکام کے لئے آل پاکستان وومن ایسوسی ایشن یعنی اپوا (APWA) کا کردار اہم رہا۔ اپوا کی روح رواں اور بانی بیگم رعنا لیاقت علی کی فعال شخصیت نے خواتین کو آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ بھارت سے آنے والے مہاجرین کے لئے جو لاکھوں کی تعداد میں تھے ان کی بحالی اور امداد کی۔ اپوا کی رضا کار خواتین اور لڑکیوں کو مہاجرین کی بحالی اور امداد کے لئے مصروف عمل کیا۔ ساتھ ہی بے شمار چھوٹے صنعتکاروں اور ہنر مندوں کی مالی امداد کر کے ان کو باعزت زندگی گزارنے کے موقع فراہم کئے۔ انہیں پہلی خاتون سفیر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ساتویں اجلاس میں بحیثیت پہلی مسلم خاتون نمائندہ شرکت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

آپ پہلی خاتون گورنر سندھ اور پہلی خاتون چانسلر (سندھ یونیورسٹی) بھی رہیں۔ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد ہندوستان سے کوئی چیز پاکستان لانا پسند نہ کیا۔ بلکہ اپنی ذاتی کوٹھی بھی پاکستانی سفارتخانے کے لئے وقف کر دی۔

چالیس نفلی روزوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 7 اکتوبر 2011ء کو دعاؤں اور عبادات کے ساتھ ساتھ نفلی روزہ رکھنے کی تحریک فرمائی تھی۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ 12 فروری 2016ء کے خطبہ جمعہ میں چالیس نفلی روزوں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

”چند سال ہوئے میں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو قائم ہیں اور رکھتے ہیں۔ کم از کم چالیس روزے ہفتہ وار رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک روزے رکھیں۔ اور خاص طور پر دعائیں کریں اور نفل ادا کریں اور صدقات دیں کیونکہ جو جماعت کے حالات ہیں۔ بعض جگہ بہت زیادہ سختی اور شدت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چلائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ آسمان سے ہمارے رب کی نصرت نازل ہوگی۔“

☆☆☆

بزمِ خواتین

پیاری قارئین مصباح!

خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں ہمیشہ آپ کے شامل حال رہیں۔

مجلسِ مشاورت 2008ء میں تجویز نمبر 1 شادی کے بعد گھروں میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارہ میں کچھ یوں تھی۔شادی کے بعد بعض گھرانوں میں ناچاقی اور لڑائی جھگڑے کا رجحان بڑھ رہا ہے اور اختلافات سلجھانے میں جماعت کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے اکثر اوقات نوبت قضاء تک پہنچتی ہے اور بدقسمتی سے علیحدگی پر منتج ہوتی ہے۔قضاء کے فیصلے کی تنفیذ میں عدم تعاون کی وجہ سے بعض کو تعزیر بھی ہوتی ہے۔ شادی کے نتیجہ میں اگر بچے بھی ہوں تو ان کے مستقبل کے لئے تکلیف دہ مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔

ہر سال مجلس شوریٰ تو ایسی معاشرتی برائیوں کے لئے کئی موثر اور قابل عمل حل تجویز کرتی ہی ہے۔لیکن نہ مکمل طور پر عمل ہوتا ہے اور نہ ہی لوگوں کے دل اور ذہن مستقل بنیادوں پر بدلتے ہیں۔عارضی طور پر جنگ بندی بھی ہو جاتی ہے لیکن نتیجہ ”ڈھاک کے وہی تین پات“ اس سلسلہ میں دو رائے ہرگز نہیں ہوسکتیں کہ یہ عائلی مسائل تربیت دراصل تربیت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔اس کمی کو دور کرنے کا واحد ذریعہ حضور انور کے خطبات ہیں۔اگر یہ خطبات ہر احمدی اس نیت سے سنے کہ ان فرمودات پر (جس حد تک ممکن ہو) عمل پیرا ہو گا تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ مسائل ختم نہ ہوں بلکہ پیدا ہی نہ ہوں گے کیونکہ خلافت سے سچی وابستگی ہی حقیقی معنوں میں تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ایک حدیث ہے جس میں ایک بہت ہی پیاری دعا سکھائی گئی ہے۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ رات کو جب تہجد پڑھتے تو یہ دعا کرتے۔

ترجمہ:

”اے ہمارے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، آسمان اور زمین کو تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔تو ہی زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔سب کا رب ہے۔تمام تعریفیں

تیرے ہی لئے ہیں۔تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا نور ہے۔تو حق ہے۔تیرا قول حق ہے۔تیرا وعدہ ہے تیری ملاقات حق ہے۔جنت حق ہے اور قیامت حق ہے۔اے میرے اللہ! میں تیری ہی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں اور تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور اپنے جھگڑے تیرے ہی حضور پیش کرتا ہوں اور تجھ سے ہی فیصلہ طلب کرتا ہوں۔میری اگلی اور پچھلی ظاہری اور پوشیدہ خطائیں معاف فرما اور وہ خطائیں جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعائیں کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(رخ م جلد اول ص250)

اعتذار

مکرم ڈاکٹر نصرت اللہ پاشا صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ مصباح شمارہ اگست 2016 بحوالہ ص18 ''اماں کی اماں کا انتقال قادیان میں نہیں ربوہ میں ہوا اور تدفین بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔''

ادارہ مصباح اس سہو کے لئے معذرت خواہ ہے۔

دعا

گھر ہمارے مانند فردوس ہوں پروردگار
کبر اور مکر و ریا آنے نہ پائے زینہار

ہو نمازوں کا سدا گھر میں ہمارے التزام
اور قرآں کی تلاوت کا سدا ہو اہتمام

ہو خلافت کا سبھی چھوٹوں بڑوں کو احترام
خطبہ مسرور کا ہو ہر صحن میں انتظام

اپنے آقا کا سنیں خطبہ سبھی پیر و جواں
مائیں، بہنیں، بیویاں اور سارے بیٹے بیٹیاں

ہوں عمل پیرا سبھی حکمِ امام وقت پر
مرکزِ دیں سے رہے یا رب ہمارا رابطہ

اک قدم بھی دائرہ تہذیب سے باہر نہ ہو
دشمنوں کے شر سے یا رب تو سدا ہم کو بچا

ایک مرکز پہ کھڑے ہیں آج مہدی کے غلام
پوری دنیا میں نہیں ایسی جماعت کا قیام

اپنی قسمت پر فریحہ عمر کو بھی ناز ہے
کیونکہ آقا کے غلاموں میں لکھا ہے اس کا نام

بیٹی کی رخصتی پر

ہوں دور بلائیں سب، شر جائے، شرر جائے
جس راہ پہ چلنا ہو وہ پھولوں سے بھر جائے
اللہ سے مدد چاہو جیون ہی سدھر جائے
اور ماں کی دعا لے لو، تقدیر سنور جائے
کہنے کی ہیں سو باتیں میں کیسے کہوں تم سے
اک بات بھی گر کہہ لوں دل درد سے بھر جائے
آنکھوں میں مروّت کا موجود رہے پانی
نخوت کی، کدورت کی ہر آگ ٹھٹھر جائے
سچائی کی ندرت سے روشن رہے یہ چہرہ
اک نور کی ٹھنڈک ہو، جلووں میں نکھر جائے
جینے کے قرینوں سے غافل نہ ہو دل اک پل
نیکی پہ قدم مارو، ہر راہ ادھر جائے
راضی بہ رضا رہنا، گُر خاص ہے جینے کا
بدلہ کی جو خواہش ہو وہ دل میں ہی مر جائے
جذبہ ہو قوی ایسا پتھر بھی پگھل جائے
چلتا ہوا پانی بھی قدموں میں ٹھہر جائے
قانع رہو قسمت پر، اللہ پہ بھروسا ہو
اک کفر ہے مایوسی، مایوس کدھر جائے؟
طوفان بھی گر آئے، شل ہوں نہ تیرے بازو
کشتی ہو، کنارا ہو، ساحل ہو گزر جائے
ممتا ہو، محبت ہو، شفقت ہو، لگن بھی ہو
ہر روپ نچھاور ہو، ہر روپ نکھر جائے
عظمتؔ کی دعائیں ہیں، خوشیاں ہوں مقدر میں
اللہ کے کرم دیکھو جس سمت نظر جائے

(کچھ تلاطم کی اب ہم کو پرواہ نہیں۔ص 196-197)

مرأة العروس (ڈپٹی نذیر احمد)

باب پہلا

قسط دوم

تمہید کے طور پر عورتوں کے لئے لکھنے پڑھنے کی ضرورت اور ان کی حالت کے مناسب کچھ نصیحتیں

دُنیا میں بہت بھاری بوجھ مردوں کے سر پر ہے۔ کھانا، کپڑا اور روزمرہ کے خرچ کی سب چیزیں روپے سے حاصل ہوتی ہیں اور سارا کھڑاک روپے کا ہے۔ عورتوں کو بڑی خوشی کی بات ہے کہ اکثر روپیہ پیدا کرنے کی محنت سے محفوظ رہتی ہیں۔ مردوں کو دیکھو روپے کے لئے کیسی کیسی سخت محنت کرتے ہیں۔ کوئی بھاری بوجھ سر پر اٹھاتا ہے، کوئی لکڑیاں چیرتا، سنار، لوہار، ٹھٹھیرا، کسیرا، کندلہگر، زرکوب، دبکیہ، تارکش، ملمع ساز، جڑیا، سلمہ ستارہ والا، ٹپہ، جلد ساز، مینا ساز، قلعی گر، سادہ گر، صقیل گر، آئینہ ساز، زردوز، منھیار، نعل بند، نگینہ ساز، کامدانی والا، سان گھر، نیاریا، ڈھلیہ، بڑھئی، خرادی، ناریل والا، کنگھی ساز، بنس بھوڑ، کاغذی، جولاہا، رفوگر، رنگریز، چھیپی، دستار بند، درزی، علاقہ بند، نیچر بند، موچی، مُہرکن، سنگ تراش، حکاک، معمار، دبگر، کمہار، حلوائی، تعلی، تنبولی، رنگ ساز، گندھی وغیرہ جتنے پیسے والے ہیں کسی کا کام جسمانی اور دماغی تکلیف سے خالی نہیں۔ اور روپے کی خاطر یہ تمام تکلیف مردوں کو سہنی اور اٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن اس بات سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عورتوں کو کھانے اور سو رہنے کے سوا دنیا کا کوئی کام مطلق نہیں، بلکہ خانہ داری کے تمام کام عورتیں ہی کرتی ہیں۔ مرد اپنی کمائی عورتوں کے آگے لاکر رکھ دیتے ہیں اور عورتیں اپنی عقل سے اس کو بندوبست اور سلیقے کے ساتھ اٹھاتی ہیں۔ پس اگر غور سے دیکھو تو دنیا کی گاڑی جب تک ایک پہیہ مرد اور اور دوسرا عورت کا نہ ہو تو چل ہی نہیں سکتی۔ مردوں کو روپیہ کمانے سے اتنا وقت نہیں بچتا کہ اس کو گھر کے کاموں میں صرف کریں۔ اے لڑکو! وہ بات سیکھو کہ مرد ہو کر تمارے کام آئے اور اے لڑکیو! ایسا ہنر حاصل کرو کہ عورت ہونے پر تم اس سے خوشی اور فائدہ ہو۔ بے شک عورت کو خدا نے مرد کی نسبت کسی قدر کمزور پیدا کیا ہے۔ لیکن ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ، یادداشت، سوچ سمجھ

سب چیزیں مردوں کے برابر عورتوں کو دی گئی ہیں۔ لڑکے ان ہی چیزوں سے کام لے کرفن میں طاق اور ہر ہنر میں مشاق ہو جاتے ہیں۔لڑکیاں اپنا وقت گڑیاں کھیلنے اور کہانیاں سننے میں کھوتی ہیں۔ویسی ہی بے ہنر رہتی ہیں اور جن عورتوں نے وقت کی قدر پہچانی اور اس کو کام کی باتوں میں لگایا، ہنر سیکھا، لیاقت حاصل کی، وہ مردوں سے کسی بات میں ہیٹی نہیں رہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کو دیکھو عورت ذات ہو کر کس دھوم اور کس شان اور کس ناموری اور کس عمدگی کے ساتھ اتنے بڑے ملک کا انتظام کر رہی ہیں کہ دنیا میں کسی بادشاہ کو آج تک یہ بات نصیب نہیں۔ جب تک عورت نے سلطنت جیسے کٹھن کام کو اور سلطنت بھی......اس قدر وسیع کہ ایسے نازک وقت کہ بات منہ سے نکلی اور اخبار والوں نے بتنگڑ بنایا، اتنی مدت دراز تک سنبھالا اور ایسا سنبھالا کہ جو سنبھالنے کا حق ہے، تو اب عورتوں کی خداداد قابلیت میں کلام کرنا نری ہٹ دھرمی ہے۔

بعض نادان عورتیں خیال کرتی ہیں کہ کیا لکھ پڑھ کر ہم کو مردوں کی طرح نوکری کرنی ہے لیکن اگر کسی عورت نے لکھ پڑھ لیا ہے اور اس نے نوکری نہیں کی تو اس کا لکھنا پڑھنا اکارت بھی نہیں گیا۔اس کو اور بہتیرے فائدے پہنچے جن کے مقابلے میں نوکری کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ جو لوگ علم کو صرف نوکری کا وسیلہ سمجھ کر پڑھتے ہیں ان کو علم کی قدر نہیں۔ سچ پوچھو تو علم کے آگے نوکری ایسی ہے جیسے سودے کے ساتھ روگھن، کہاں سے قوت بیان لائیں کہ تم کو علم کے فائدے سمجھائیں۔ ظاہر کی دو آنکھیں تو ہمارے سب کے منہ پر ہیں۔کبھی اندھے فقیروں کی دعا سنو، کس حسرت سے کہتے ہیں ”بابا انکھیاں بڑی نعمت ہیں“ شاید کوئی بھی ایسا سنگدل نہ ہوگا جس کو اندھوں کی معذوری اور بے کسی پر رحم نہ آتا ہو، لیکن دل کے اندھے جن کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا ان سے کہیں زیادہ قابل رحم ہیں۔ انگریزوں کی ولایت میں تو اندھوں کی تعلیم کا ایسا عمدہ انتظام ہے کہ اندھے ٹٹول ٹٹول کر اچھی طرح اخبار اور کتابیں پڑھ لیتے ہیں۔ ہمارے یہاں کے اندھے بھی بعض ایسے بلا کے ذہین ہوتے ہیں کہ سوئی پروئیں، سیں اکیلے سارے شہر کے گلی کوچوں میں بے دھڑک دوڑے دوڑے پھریں۔کھوٹا کھرا روپیہ پرکھیں۔قرآن شریف کا حفظ کر لینا تو اندھے کے لئے گویا ایک معمولی بات ہے۔غدر سے پہلے پہلے شہر میں گنتی کے دو چار مادر زاد اندھے مولوی بھی تھے۔غرض ان کا اندھا ہونا مصیبت ہے مگر نہ ایسی کہ جیسے دل کا اندھا (یعنی جاہل ہونا) لیکن افسوس کور ہی دل کے نقصانات سے لوگ واقف نہیں اور یہی وجہ ہے کہ عالم و فاضل ہونا تو در کنار ہزار پیچھے ایک بھی پڑھا لکھا نظر نہیں آتا۔

(مرآۃ العروس ص 9 تا 11)

حسنِ انتخاب

آج ہم اپنی پریشانیٔ خاطر ان سے
کہنے جاتے تو ہیں پر دیکھئے کیا کہتے ہیں

جاتے ہیں کوئے یار کو اس میں جو ہو سو ہو
اے ذوقؔ! آزماتے ہیں آج اپنے نصیب ہم

اتنا ہی ہوا حسن میں وہ شہرۂ آفاق
جتنے ہوئے ہم عشق میں رسوائے زمانہ

منزلِ گور میں کیا خاک ملے گا آرام
خو تڑپنے کی وہی اور زمیں تھوڑی سی

رنج و خوشی کا دل پہ ہی دارومدار ہے
دل کو سکون ہو تو خزاں بھی بہار ہے

ہر خیر میں ہو جاتا ہے یہ نفس مزاحم
مسدود ہیں سب راستے اب جائیں کدھر ہم

روتے ہیں دل کے زخم تو ہنستا نہیں کوئی
اتنا تو فائدہ مجھے تنہائیوں سے ہے

امید پرسشِ غم کس سے کیجئے ناصرؔ
جو اپنے دل پہ گزرتی ہے کوئی کیا جانے

نہ خوف پرسشِ محشر نہ فکرِ روز حساب
بشر گناہ پہ آئے تو بے حساب کرے

زندگی خاک نہ تھی خاک اڑاتے گزری
تجھ سے کیا کہتے ترے پاس جو آتے گزری

زندگی آ تجھے قاتل کے حوالے کر دوں
مجھ سے اب خونِ تمنا نہیں دیکھا جاتا

بے رُخی پر تیری جب غور کیا
مجھ کو اپنی ہی خطا یاد آئی

دور ویرانے میں اک شمع ہے روشن کب سے
کوئی پروانہ ادھر آئے تو کچھ بات بنے

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

طنز و مزاح

حکیم چرغا

آج زرق برق لدھیانوی المعروف حکیم چرغا کی برسی ہے۔ حکیم صاحب روزنامہ ''مالیخولیا'' کے پرنٹنگ پریس میں کام کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی سائیکل پر پریس کی تختی لگا رکھی تھی۔ ان کی شخصیت ہمہ جہت تھی۔ وہ طبیب بھی تھے۔ اس حوالے سے روزنامہ ''مالیخولیا'' میں طبی کالم لکھتے جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک 22 سے نکلتا تھا کسی زمانے میں شاعری بھی کرتے تھے۔ اس زمانے میں انہوں نے پانچ چھ غزلیں کہیں اور پانچ چھ سو مشاعرے پڑھے۔ جب مشاعروں کے منتظمین اور سامعین کو ان کی غزلیں حفظ ہوگئیں تو انہوں نے حکیم صاحب کو مشاعروں میں بلانا بند کر دیا۔ اسی طرح ٹی وی والوں نے بھی معذرت کر لی۔ اس پر حکیم صاحب کو دیوانگی کا دورہ پڑا اور روزنامہ ''مالیخولیا'' کی اشاعت میں دس پندرہ پرچوں کا اضافہ ہوگیا کیونکہ کالم کی اشاعت کے بعد حکیم چرغا پندرہ بیس اخبار خرید کر ان لوگوں کو ارسال کرتے تھے جو ان کی وحشت کا نشانہ نہ بنے ہوتے۔

موصوف اعلیٰ درجے کے طبیب تھے۔ طویل عرصے سے بستر علالت پر پڑے مریض اپنے لواحقین کی منت سماجت کرتے تھے کہ انہیں حکیم چرغا کے پاس لے جایا جائے کیونکہ ایسے طویل المدتی مریضوں کا علاج انہی کے پاس تھا۔ چنانچہ یہ مریض ان کی ایک پڑیا سے ہمیشہ کے لئے سکون کی نیند سو جاتے۔ ان کی ایک خوبی یہ تھی کہ وہ مریض کو دوا دینے سے پہلے یہ دوا خود پر آزماتے تھے۔ اس عمل کے باعث ''ری ایکشن'' سے انہیں گوناگوں بیماریاں لاحق ہوگئیں اور وہ سوکھ کر کانٹا ہو گئے۔ انہیں حکیم چرغا کا خطاب ان لوگوں نے دیا جنہوں نے انہیں ایک دفعہ جانگیا پہنے دیکھا تھا۔ اس ہیئت کذائی میں وہ بالکل چرغا لگتے تھے۔ انہیں اس بات کا علم تھا۔ چنانچہ چرغا تو کجا ان کے سامنے اگر لکشمی چوک کا نام ہی لیا جاتا تو ان کو دیوانگی کا دورہ پڑ جاتا کہ انہیں وہاں سلاخوں پروئے چرغ (مرغ) یاد آتے، اگلے روز اپنے کالم میں وہ مغلظات کی بوچھاڑ کر دیتے!

حکیم صاحب کی دیوانگی کی ایک وجہ اپنے ہونہار شاگرد کی جدائی بھی تھی۔ انہوں نے اس شاگرد پر اس وقت دست شفقت رکھا جب وہ صرف بارہ سال کا تھا۔ حکیم صاحب نے چار پانچ سال اسے علوم ظاہری و باطنی

سے بہرہ ور کیا۔ جب ان علوم میں طاق ہو کر اس کے اندر حکیم صاحب کے اوصاف حمیدہ پیدا ہوئے تو وہ اپنے استاد کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کی فرقت میں روتے روتے حکیم صاحب کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔

حکیم چرغا کا خیال تھا کہ ان سے بڑا کالم نگار، ان سے بڑا شاعر اور ان سے بڑا حکیم کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ ان کے دوست کہتے تھے۔ کہ بڑا کی بجائے ''برا'' کا لفظ لگا لو تو اس ضمن میں ہمارا تمہارا اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب کے حکمت کے حوالے سے تو دعویٰ اتنا بڑا تھا کہ وہ خود کو حکیم اجمل خان ثانی کہلانا چاہتے تھے۔ کہتے تھے کہ میں ان کا روحانی جانشین ہوں۔ وہ تو حکیم اجمل خان کی روح نے ڈرا دھمکا کر ان کی یہ روحانی جانشینی ختم کرائی، اس کے باوجود ہمہ وقت اجمل اجمل پکارتے رہتے۔ ایسا نہیں کہ وہ حکیم اجمل صاحب کو یاد کرتے تھے بلکہ خود کو اجمل خان سمجھنے کی وجہ سے آخر وقت تک اپنا نام فضاؤں میں گونجتے دیکھنا چاہتے تھے۔

آج کا دن صحافت، ادب اور حکمت کی دنیا میں یادگار رہے گا کہ اس روز حکیم چرغا یعنی زرق برق لدھیانوی خلق خدا کی دعاؤں کے نتیجے میں بعمر پچاس برس بالآخر اپنے مریضوں سے جا ملے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے جن کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ (عطاالحق قاسمی)

پُرانی موٹر

عجب اِک بار سا مردار پہیوں نے اٹھایا ہے
اسے انساں کی بدبختی نے جانے کب بنایا ہے
نہ ماڈل ہے، نہ باڈی ہے، نہ پایا ہے، نہ سایا ہے
پرندہ ہے جسے کوئی شکاری مار لایا ہے
کوئی شے ہے کہ بینِ جسم و جاں معلوم ہوتی ہے
کسی مرحوم موٹر کا دھواں، معلوم ہوتی ہے
یہ چلتی ہے تو دو طرفہ ندامت ساتھ چلتی ہے
بھرے بازار کی پوری ملامت ساتھ چلتی ہے
بہن کی التجا ماں کی محبت ساتھ چلتی ہے
وفائے دوستاں بہر مشقت ساتھ چلتی ہے
بہت کم اس ''خرابے'' کو خراب انجن چلاتا ہے
عموماً زورِ دستِ دوستاں ہی کام آتا ہے
کبھی خالی خدا کے نام پر کھچوائی جاتی ہے
پکڑ کے بھیجی جاتی ہے، جکڑ کے لائی جاتی ہے
اگر انسان اس میں بیٹھ جائے اور یہ چل جائے
جو سردی ہو تو جم جائے جو گرمی ہو تو گل جائے
اچھل جائے تو یہ خطرہ کہ موٹر ہی نکل جائے
دبک جائے تو اندیشہ کسی پرزے میں ڈھل جائے
قدم رکھنے سے پہلے لغزش مستانہ رکھتی ہے
کہ ہر فرلانگ پر اپنا مسافر خانہ رکھتی ہے

(سید ضمیر جعفری)

بزمِ ناصرات

پیاری ناصرات! ہمیشہ خوش رہیں۔

رسول، پیغمبر اور نبی کسے کہتے ہیں اہم انہیں کیوں مانتے ہیں اور ان کے ماننے اور ماننے والوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ آج اس سلسلہ میں آپ سے کچھ باتیں کرتے ہیں۔

رسول، پیغمبر اور نبی:

رسول کے معنی ہیں خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے والا، رسول کو پیغمبر بھی کہتے ہیں اور اس کے بھی یہی معنی ہیں۔ نبی کے معنی ہیں خدا سے خبر پا کر لوگوں کو بتانے والا۔

نبی کیوں آتے ہیں؟

خدا تعالیٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ لوگ کوئی برا کام کریں لیکن جب لوگ خدا کی مرضی کے خلاف برے کام کرنے لگ جاتے ہیں اور خدا کو بھول جاتے ہیں تو خدا جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے ان ہی میں سے اپنے کسی نیک بندے کو اپنا نبی بنا کر ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے بھیجا کرتا ہے۔ اپنے نبیوں سے خدا اپنی روحانی زبان میں باتیں کرتا ہے جسے وحی کہتے ہیں۔

رسول اور نبی کی زندگی بڑی پاک ہوتی ہے۔ وہ کبھی کوئی گناہ نہیں کرتے اور خدا ان کو ہر بری بات برے کام اور خیال سے بچاتا ہے۔

نبی کب آیا کرتے ہیں؟

نبی کو خدا ہمیشہ ایسے وقت میں بھیجتا ہے جب لوگوں کو خدا پر یقین نہیں رہتا اور وہ خدا کو بھول کر برے اور فضول کاموں میں لگ جاتے ہیں یعنی خدا کا خوف جاتا رہتا ہے۔

نبیوں کے کام:

سب سے پہلے تو وہ لوگوں کو خدا پر یقین دلاتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور وہ بڑی طاقتوں اور بڑی شان والا ہے پھر خدا کے سارے حکم جوں کے توں اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں اور ان لوگوں کو اچھی باتیں بتا کر لوگوں کے دلوں کو پاک کرتے ہیں۔

نبیوں کا کہنا کیوں مانیں؟

نبی اور رسول خدا کی طرف سے آتے ہیں اور ہمیں اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کی بتائی ہوئی ساری باتوں کو دل سے ماننا

چاہئے۔

نبیوں کو نہ ماننے والے:

نبیوں کو نہ ماننے والے برے کاموں کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں ان سے خدا تعالیٰ خفا ہو جاتا ہے اور ان کا انجام بھی برا ہوتا ہے۔

پیاری ناصرات! آج سے پندرہ سو برس پہلے عرب کے ملک میں خدا نے ساری دنیا کے لئے اپنا ایک رسول بھیجا۔ آپ کا نام محمد ﷺ ہے۔ جس کے معنی ہیں ایسا آدمی جس کی لوگ بہت تعریف کرتے ہوں۔

☆☆☆☆

☺ ٹماٹر کھاؤ

ایک بھکاری نے بس اسٹاپ پر کھڑے ایک صاحب سے بھیک مانگی ''صاحب! مجھے پانچ روپے دے دو، میں نے کل سے کھانا نہیں کھایا۔'' وہ صاحب بولے'' ٹماٹر کھاؤ'' وہ بھکاری پھر بولا صاحب پانچ روپے خیرات دے دو۔'' وہ آدمی پھر بولا ٹماٹر کھاؤ۔ بھکاری نے برابر کھڑے صاحب سے پوچھا صاحب! میں اس شخص سے پانچ روپے مانگتا ہوں تو یہ بولتا ہے ٹماٹر کھاؤ۔''

وہ صاحب بولے۔ بھئی یہ توتلا ہے کہتا ہے'' کما کر کھاؤ۔''

☆☆☆☆

کون ہے وہ، بتلاؤ بچو

افضل بھی ہے اعلیٰ بھی ہے یکتا اور نرالا بھی ہے
زیروزبر کرتا ہے سب کو وہ سب کا رکھوالا بھی ہے

کون ہے وہ بتلاؤ بچو
یہ گتھی سلجھاؤ بچو

صحرا اور گلزار نہ ہوتے دریا اور کہسار نہ ہوتے
وہ جو اک فنکار نہ ہوتا یہ سارے شہکار نہ ہوتے

کون ہے وہ بتلاؤ بچو
یہ گتھی سلجھاؤ بچو

جنات وانساں بھی اس کے حشرات وحیواں بھی اس کے
سب کو اسی نے خلق کیا ہے یاقوت ومرجاں بھی اس کے

کون ہے وہ 'بتلاؤ بچو
یہ گتھی سلجھاؤ بچو

خورشید ومہتاب اسی کے طاؤس وسُرخان اسی کے
ارض وسما کیا' لالہ وگل کیا برق وباد وآب اسی کے

کون ہے وہ 'بتلاؤ بچو
یہ گتھی سلجھاؤ بچو

(جواب: اللہ تعالیٰ)

پہیلیاں

اتہ پتہ نہ کوئی ٹھکانہ
خود ہی آنا خود ہی جانا

اندر پانی باہر کھال
کھال کے اوپر لمبے بال

لال ڈبیہ یاقوت کے دانے
جو بوجھیں وہ بڑے سیانے

ڈبیہ سے نکلا جس نے بھی کھولی
چاندی کا پانی سونے کی گولی

کالا گھوڑا گوری سواری
ایک کے بعد ہے ایک کی باری

آپ کے ساتھ وہ چلتا جائے
کوئی پکڑ کر اسے دکھائے

جواب: سایہ۔ ناریل۔ انار۔ انڈا۔ توا اور روٹی۔ سایہ

رنگ بھریں

نقطے ملائیں

لہسن (Garlic) ایک مفید غذا

تعارف:

لہسن کو عربی میں ثوم، انگریزی میں گارلک (Garlic) لاطینی میں ایلیم سٹائیوم (Allium Sativum) سنسکرت میں سلونڈ یا لسونا، بنگالی میں رشن، سندھی اور پنجابی میں تھوم کہتے ہیں۔

توریت میں بھی لہسن کا ذکر ملتا ہے۔ ایک حدیث میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لہسن کھاؤ اور اس سے علاج کرو کیونکہ اس میں ستر (70) بیماریوں کی شفا ہے۔ آپؐ نے اس کی تیز بو کی وجہ سے اللہ کے گھر میں جانے سے پہلے لہسن اور پیاز کھانے کو منع فرمایا ہے تاکہ دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

لہسن کا استعمال زمانہ قدیم سے ہر تہذیب کا حصہ رہا۔ قدیم مصر کے لوگ اسے غذا کے لازمی جزو کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

کیمیائی ساخت:

لہسن میں 33 اقسام کے سلفر کیمیکل موجود ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی قسم کے مفید انزائم Enzyme اور معدنی اجزاء خاص طور پر سیلینیئم شامل ہیں۔

افعال واستعمال:

طب یونانی اور آیورویدک طریقہ علاج میں لہسن کو ایک اہم حیثیت حاصل تھی۔ تقریباً دو ہزار سال قبل لوگ لہسن کو دل اور جوڑوں کی بیماریوں کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ مشرق اوسط میں 5000 سال سے کاشت کئے جانے کے شواہد ملے ہیں۔

لہسن کا مزاج گرم خشک ہے اور ذائقہ تلخ و تیز ہے۔ غذا ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ بلغمی اور عصبی امراض، دمہ، جوڑوں کے درد، فالج، لقوہ، رعشہ کے لئے مفید ہے۔ سرد مزاج والوں کے لئے ٹانک ہے۔

لہسن کوٹ کر زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر لگانے سے زہر کو جذب کرتا اور درد کو تسکین دیتا ہے۔

بوڑھے لوگ جن کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا ہے لہسن کے مسلسل استعمال سے یہ عارضہ جاتا رہتا ہے۔

دل کے امراض کے لئے مفید:

دل کی شریانوں میں کولیسٹرول کی حد سے زیادہ مقدار دل کے دورے کا باعث بنتی ہے۔ کولیسٹرول کو کم کرنے سے ان جان لیوا بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ صرف ایک فیصد کولیسٹرول کم کرنے سے دل کی بیماریوں میں دو فیصد کمی واقع ہوتی ہے۔ لہسن شریانوں کے اندرونی ماحول کو موٹا ہونے سے روکتا ہے۔ اس کا اہم جزو ایلسین کی ایک خصوصیت اس کی Antioxident Activity ہے جس کی وجہ سے

کولیسٹرول اور دیگر مادوں کے دل کی شریانوں میں جمنے سے بچاؤ ممکن ہے۔اسی طرح شریانوں میں موجود روغنیات کی مقدار کم کر کے خلیات کے درمیان روغن جمع ہونے سے روکتا ہے۔ایک تجربے کے مطابق یہ غیر مفید چکنائی (LDL) کو 15% کم کرتا ہے اور مفید چکنائی (HDL) کو 31% فیصد تک بڑھاتا ہے جبکہ ٹرائی گلیسرائیڈز کو 13% فیصد تک کم کر دیتا ہے۔

لہسن خون کو پتلا کرتا ہے:

لہسن ایک قدرتی اسپرین ہے کیونکہ اس میں اسپرین کا کیمیکل Salicylic Acid موجود ہوتا ہے۔ نارمل میں خون میں موجود Platelet جب ایک ساتھ جمتے ہیں اور دوسرے مادوں کے ساتھ گچھے بناتے ہیں تو شریانوں میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔لہسن بالکل محفوظ طریقے سے Clot کو تحلیل Dissolve کرتا ہے اور خون جمنے کے وقت میں اضافہ کرتا ہے۔یہ قدرتی عمل شریانوں کے بند ہونے سے روکنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

کینسر کے علاج اور بچاؤ کے لئے لہسن کا استعمال:

جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لہسن کینسر کا بھی ایک قدرتی اور موثر علاج ہے۔آج کل دوسری دواؤں کے ساتھ لہسن ایڈز (Aids) جیسی مہلک بیماریوں کے علاج کے لئے بھی استعمال ہو رہا ہے۔

بلند فشار خون (ہائی بلڈ پریشر کا علاج)

مستقل طور پر نارمل سے بڑھا ہوا بلند فشار خون نہ صرف بیماری ہے بلکہ دل کے درد کا باعث بھی ہے۔ان مریضوں میں لہسن کا استعمال 7% فیصد تک کمی کر دیتا ہے اس طرح لہسن ہائی بلڈ پریشر کا ایک قدرتی علاج ہے۔

چند گزارشات:

☆لہسن کو خالی معدہ نہیں کھانا چاہئے۔معدہ میں السر پیدا کر سکتا ہے۔

☆صبح ناشتے میں روٹی یا ڈبل روٹی کے نوالے میں ایک لہسن رکھ کر اچھی طرح چبا کر کھائیں۔اگر کوئی تکلیف نہ ہو تو درمیانے سائز کے تین جوئے روزانہ کھا سکتے ہیں۔ ایک شروع میں دوسرا درمیان میں اور تیسرا آخری لقمہ کے ساتھ۔یاد رکھیں اچھی طرح چبا کر کھانے سے افادیت بڑھ جائے گی۔

☆انار دانہ ادرک پودینہ اور لہسن کی چٹنی بنا کر کھانے کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں۔

☆زیتون کے تیل کے ساتھ ٹماٹر اور لہسن کا سلاد استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆بازار میں لہسن کا پاؤڈر اور گولیاں بھی میسر ہیں لیکن کچا لہسن کھانے کے فوائد زیادہ ہیں۔

☆لہسن کی بد بو چونکہ سلفر کے باعث ہوتی ہے، اس کو دور کرنے کے لئے چھوٹی الائچی کا استعمال کریں۔

☆بیت الذکر میں جانے سے پہلے لہسن اور پیاز کا استعمال نہ کریں۔

☆اگر لہسن کے استعمال سے کسی قسم کی الرجی ہو تو اپنے معالج سے مشورہ ضرور کر لیں۔

طب وصحت

دمے کی تکلیف سردیوں میں بڑھ سکتی ہے

دمہ(Asthma) ایک پیچیدہ اور تکلیف دہ مسئلہ ہے، جو سردیوں میں شدت اختیار کر جاتا ہے۔ یہ ایک عام بیماری ہے، جس میں انسان موت کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بیماری کسی بھی عمر میں انسان پر حملہ کر سکتی ہے۔ تاہم ماہرین صحت اسے تین خانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک Atopic Asthma ہے، جس کا خطرہ نوعمری میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ غذا یا کسی کا ری ایکشن بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بچپن سے بڑھاپے تک رہنے والی شکایت ہے، جسے ہم مستقل دمہ کہتے ہیں۔ اس میں مریض پھیپھڑوں کے انفیکشن کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔

اس کی عام علامات میں سانس لینے میں دشواری، عمل تنفس کے دوران حلق سے مخصوص آوازیں نکلنا، سانس پھولنا اور کھانسی شامل ہیں اور یہ تمام تکالیف رات کے وقت شدید ہو جاتی ہیں۔ دمے کی شدت کی صورت میں سانس کی نالیاں بہت زیادہ سکڑ جاتی ہیں۔ اس کی وجہ ان ہوا دار نالیوں کے گرد موجود پٹھوں کا سخت ہو جانا ہے۔ اس صورت میں مریض سانس لینے میں شدید دشواری محسوس کرتا ہے، جب کہ مسلسل کھانسی سے اس کی زندگی تکلیف دہ ہو جاتی ہے اور معمولات پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ خاص طور پر رات کے وقت دمے کے مریض کو شدید کھانسی ہوتی ہے اور وہ بھرپور نیند سے محروم رہتا ہے۔

ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ مختلف احتیاطوں سے اس تکلیف میں کمی لائی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر اس مسئلے کا شکار افراد کے پھیپھڑوں کی صحت برقرار رکھنے اور دمے کو بگڑنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دمے کے علاج میں ادویہ کے ذریعے ہوا کی نالیوں کو نارمل رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسی ادویہ کو ہوا کی نالیوں اور پھیپھڑوں تک پہنچانے کے لئے انہیلر اور نیبولائزر کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ انہیلر کو ڈاکٹر دمے کے حملے کی صورت میں فوری کارگر اور موثر طریقہ مانتے ہیں۔ اس کے ذریعے سانس کی نالیوں میں داخل ہونے

والی دوا کی کم مقدار سے بھی زیادہ آرام پہنچتا ہے۔ تاہم بہت سے مریض اس کا درست استعمال نہیں کرتے اور انہیلر کے ذریعے لیے جانے والی دوا کے موثر نتائج سے محروم رہتے ہیں۔ مریض کو چاہئے کہ وہ اپنے ڈاکٹر سے انہیلر کا استعمال درست طریقے سے سیکھے۔ اس کے ساتھ دمے کے مریض کو سانس کی نالیوں سے بلغم نکالنے والی اور اینٹی الرجی ادویات بھی دی جاتی ہیں۔ ہر مرض کی طرح دمے کے شکار افراد کو بھی غذا میں پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ چند احتیاطی تدابیر اپنانا بھی ضروری ہیں۔ اس مسئلے میں گرفتار افراد کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے ماسک استعمال کرنا چاہئے۔

کھٹی چیزوں، ٹھنڈے مشروبات، تیز مصالحے دار غذاؤں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ پرفیومز، باڈی اسپرے اور پاؤڈر وغیرہ کے استعمال سے گریز کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ دمے سے خوف زدہ ہونے کے بجائے اپنی توجہ علاج اور احتیاط پر مرکوز رکھنی چاہئے۔ فضا میں نمی یا دھول مٹی بھی اس مسئلے کو جنم دے سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کا دھواں تیز خوشبودار اور بعض ادویات بھی دمے کا سبب بن سکتی ہیں۔

(ماخوذ)

وزن کم کرنے کے لئے پھلوں کا استعمال

پھلوں کے بکثرت استعمال سے آپ مجموعی طور پر صحت مند ہونے کے ساتھ ساتھ کافی حد تک اپنا وزن بھی کم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ پھلوں اور سبزیوں میں کیلوریز کم ہوتی ہیں۔ جبکہ وٹامنز اور دیگر غذائی اجزاء بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جن کے باقاعدہ استعمال سے جسم کی بہتر نشوونما ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں پھلوں میں چکنائی بالکل نہیں ہوتی جس سے دل کے امراض پیدا ہونے کا خدشہ نہیں ہوتا۔ پھلوں میں فائٹو کیمیکلز بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو بلڈ پریشر کو حد سے زیادہ بڑھنے سے روکتے ہیں۔ کینسر ذیابیطس اور موٹاپے سے بھی نجات دلاتے ہیں۔ موٹاپے اور زیادہ وزن کا شکار ہر انسان یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ سمارٹ نظر آئے اس کے لئے ہزاروں افراد سلمنگ سینٹر جا کر تکلیف دہ ورزش اور ادویات استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی طرح کے دیگر حربے استعمال کرتے ہیں۔ جن سے فائدہ کم اور انرجی وقت اور پیسے کا زیاں الگ ہوتا ہے۔ جبکہ پھلوں کے استعمال سے بہتر طور پر وزن کم کیا جا سکتا ہے۔ پھلوں میں کیلوریز کم ہوتی ہیں۔ اور ان میں ریشہ دار اجزاء ہوتے ہیں جو تندرست جسم کے لئے از حد ضروری ہوتے ہیں۔

یادِ رفتگاں

مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ (گائناکالوجسٹ)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''دوسرا ذکر محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مالک صاحبہ کا ہے۔ جو 11 اکتوبر 2016ء کو لندن میں وفات پا گئیں۔ پھیپھڑوں کے انفیکشن سے ان کی وفات ہوگئی۔ 15 اکتوبر 1951ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب بھی پرانے خادم سلسلہ تھے۔ ان کا آبائی وطن بجنور (یوپی) تھا۔ ان کے دادا حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے 1900ء میں بذریعہ خط بیعت کی اور 1903ء میں ملاقات کی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے ارشاد پر اپنے بیٹے کو وقف کر دیا تھا۔ مولانا صاحب اپنے والد کے ارشاد پر ملازمت سے استعفیٰ دے کر فوراً قادیان چلے گئے اور یہ اخلاص کا جذبہ تھا جو ڈاکٹر صاحبہ میں بھی تھا۔ تعلیم کے بعد کہیں بھی جاتیں تو لاکھوں روپیہ روزانہ کما سکتی تھیں لیکن دین اور انسانیت کی خدمت کے لئے ربوہ میں آباد ہوگئیں اور ہسپتال کی ضرورت بھی تھی اور اس کو پورا کیا۔ تمام عمر بے نفس ہو کر ایسی خدمت کی کہ جو انتہائی معیار کو پہنچی ہوئی تھی۔ حضور انور نے ان کی بیٹی، داماد، ڈاکٹر اور ان کے سٹاف کے تاثرات بیان فرمائے۔

فرمایا ان کے بارہ میں بہت سے لوگوں نے جذبات کا اظہار کیا سب بیان کرنے مشکل ہیں۔ خدا پر نہایت درجہ توکل، قرآن سے محبت خلافت سے گہری وابستگی تھی خلافت کی اطاعت، خدمت خلق اور مریض کی شفا اور آرام ان کی پہلی ترجیح تھی۔ جماعت کے پیسے کا بہت درد رکھتی تھیں۔ کہتی تھی میرے دو بچے ہیں ایک میری بیٹی اور ایک میرا شعبہ ہے۔ شادی شدہ کو شادی قائم رکھنے کے لئے توجہ دلاتیں۔ پردہ کا بہت خیال رکھا۔ ہمیشہ پورا برقع پہنا۔ فرمایا: وہ لڑکیاں جو پردہ میں کام نہیں کر سکتیں ان کے لئے ایک نمونہ اور role modle تھیں۔ قواعد وضوابط کی پابند تھیں۔ اپنی بیٹی کو کہا کہ تمہارے نانا جان نے دو باتیں نصیحت کیں ایک توکل علی اللہ اور دوسری خلافت سے وابستگی اور یہی تم کو نصیحت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اکلوتی بیٹی کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے جو اس ماں نے اس سے توقعات رکھی ہیں ان پر پورا اترنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فضل عمر ہسپتال کو خدمت کرنے والی اور وفا کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہنے والی، خلافت کی اطاعت گزار مزید ڈاکٹرز بھی عطا فرمائے اور جو موجود ہیں ان کو اس کام میں بڑھاتا چلا جائے۔'' آمین

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اکتوبر 2016ء)

قرار داد تعزیت

بروفات محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ

ہم ممبرات مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ پاکستان جماعت کی دیرینہ خادمہ مکرمہ محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہیں۔ آپ جلسہ سالانہ برطانیہ 2016ء کے بعد بیماری کی وجہ سے سینٹ جارج ہسپتال میں داخل ہوئیں اور انتہائی نگہداشت وارڈ میں تقریباً دو ماہ زیر علاج رہنے کے بعد 12/اکتوبر 2016ء کو بعمر 65 سال انتقال کر گئیں۔

آپ 15/اکتوبر 1951ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں اور ابتدائی تعلیم بھی وہاں سے ہی حاصل کی۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص خادم حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کی بیٹی اور حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہر صاحب کی پوتی تھیں۔ آپ ناصرات کی عمر سے ہی جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے حصہ لیا کرتی تھیں۔ مقابلہ تقریر میں ہمیشہ پہلی پوزیشن حاصل کرتیں۔ آپ کی والدہ محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ جب کراچی میں تھیں تو اس کے ایک حلقہ اور پھر دارالصدر شرقی الف ربوہ کی صدر لجنہ اماء اللہ تھیں تو آپ خدمتِ دین میں اپنی والدہ کی مدد کرتیں۔ جب بھی لجنہ اماء اللہ پاکستان کی طرف سے آپ کو کسی قسم کے لیکچر یا دینی خدمت کے لئے درخواست کی گئی تو آپ نے اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود لجنہ کو بڑی خوش دلی سے وقت دیا۔ خوش مزاجی اور خوش گفتاری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ دورانِ تعلیم پردہ اور دیگر دینی واخلاقی شعار کو اپناتے ہوئے اعلیٰ قسم کی مثالیں قائم کیں اور آئندہ نسل کے لئے نیک اسوہ قائم فرمایا۔

آپ نے برطانیہ کے شیفیلڈ ٹیچنگ ہسپتال میں تربیت حاصل کی اور 6 سال تک برطانیہ کے مختلف شہروں میں کام کیا اور گائنی کی سپیشلسٹ بن کر پاکستان واپس تشریف لائیں۔ 20/اپریل 1985ء سے فضلِ عمر ہسپتال میں خدمت کا سلسلہ شروع کیا اور فضل عمر ہسپتال کے شعبہ امراضِ نسواں کے انچارج کے طور پر اپنے شعبہ کی بہبود اور ترقی کے لئے انتھک کوششیں کیں۔

مارچ 2003ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے (اس وقت بطور ناظر اعلیٰ)

زبیدہ بانی ونگ کا افتتاح فرمایا۔خواتین کے اس ماڈل ہسپتال کے لئے آپ نے بہت محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔
آپ کی زندگی کا ماحصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو تلاش کریں اور خلفاءِ احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں اپنے ماتحت عملہ کو لے کر چلیں۔آپ اپنی والدہ کی خواہش پر ڈاکٹر بنیں، والد کے کہنے پر شعبہ گائنی کا انتخاب کیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حکم پر سپیشلسٹ بنیں اور پھر بزرگوں کی دعاؤں سے زندگی وقف کر دی۔آپ ہر ایک سے محبت سے پیش آتیں، انتہائی متین، سنجیدہ، نظم وضبط کی پابند ہونے کے ساتھ، نرم دل، انسانیت کا درد محسوس کرنے والی اور دن رات ایک کر کے خدمتِ خلق کرنے والی تھیں۔مرحومہ اپنے ماتحت عملہ سے محبت و پیار کرنے والی، خوش مزاج، فرض شناس اور اعلیٰ ذوق رکھنے والی نفیس شخصیت کی مالک تھیں۔آپ ایک دعا گو وجود تھیں ہر کام شروع کرنے سے پہلے صدقہ دیتیں اور خلیفہ وقت کو خط لکھتیں۔آپ کا خلافت کے ساتھ ایک گہرا اور مضبوط تعلق تھا۔اپنی اکلوتی بیٹی کی تربیت بھی اسی نہج پر کی۔

آپ کی ایک بڑی بہن محترمہ فرحت اللہ دین صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد اللہ دین صاحب 2002ء میں قادیان میں وفات پا گئی تھیں۔آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی محترمہ ندرت عائشہ صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد مقبول صاحب لندن، بڑی بہن محترمہ شوکت گوہر صاحبہ سابق جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ پاکستان اہلیہ محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب ربوہ اور چھوٹی بہن محترمہ امتہ الحیٔ صاحبہ اہلیہ سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ اور بھائی محترم انور محمود خان صاحب امریکہ چھوڑے ہیں۔

ہم ممبرات مجلس عاملہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں اور مرحومہ کے جملہ افرادِ خاندان سے دلی ہمدردی، گہرے دُکھ اور افسوس کا اظہار کرتی ہیں۔دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔آمین

والسلام
ممبراتِ مجلسِ عاملہ وکارکنات
لجنہ اماءاللہ پاکستان

برائے توجہ خریدارانِ مصباح

خریدارانِ مصباح سے اطلاعاً عرض ہے کہ کاغذ کی قیمت اور طباعت و اشاعت کے اخراجات میں کافی اضافہ ہو چکا ہے۔ رسالہ کے ماہانہ اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے ماہنامہ مصباح کے زرسالانہ میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ لہٰذا اکتوبر 2016ء سے مصباح کی سالانہ قیمت اب -/350 روپے ہو گی۔ امید ہے آپ سب تعاون فرماتے ہوئے ادارہ کو اظہارِ ممنونیت کا موقع دیں گے۔

ادارہ مصباح

لجنہ اماء اللہ پاکستان

خدا کرے سجود کا سرور بھی نصیب ہو
خدا کرے کہ لذّتِ قیام بھی ہمیں ملے
خدا کی بارگاہ میں ہر ایک شب گداز ہو
حسین صبح، مسکراتی شام بھی ہمیں ملے

طالب دعا: سحر ذیشان صاحبہ

پیپلز کالونی دارالذکر فیصل آباد

monthly
Misbah
December 2016
Regd #FR-5 C.NAGAR
Editor:Mirza Khalil Ahmad Qamar
ایوانِ نصرت جہاں